عقائدِ اصحابہ فی علم غیب

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش

صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ اُویسی بریلوی

آف میانوالی

سعادت اہتمام:

حاجی بشیر احمد (میانوالی)

ناشر

ادارہ تالیفاتِ اویسیہ

محکم الدین سیرانی روڈ، سیرانی مسجد بہاولپور

0321-6820890

0300-6830592

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

عقائد صحابہ فی علم الغیب

مصنف

مفسرِ اعظم پاکستان شیخ القرآن والحدیث

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

پیشکش صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ اُویسی بریلوی

خلیفہ مجاز حضور مفسرِ اعظم پاکستان (محدث بہاولپوری)

سعادت اہتمام حاجی بشیر احمد (میانوالی)

نام کتاب..........................عقائد صحابہ فی علم الغیب
مؤلف..........................حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی (محدث بہاولپوری)
پیشکش..........................صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ اویسی بریلوی
زیر اہتمام..........................حاجی بشیر احمد
کمپوزنگ..........................محمد جاوید اقبال
مقام کمپوزنگ..........................مدنی رضا کمپوزنگ سنٹر میانوالی
تزئین و آرائش..........................محمد عبداللہ عطاری
باراول..........................شعبان المعظم ۱۴۲۸ / اگست ۲۰۰۷
صفحات..........................۱۴۴
ناشر..........................الرضا پبلک لائبریری آستانہ عالیہ محمدیہ غوثیہ رضویہ محلہ میانہ میانوالی

....

..................ملنے کے پتے

۱۔ الرضا پبلک لائبریری آستانہ عالیہ محمدیہ غوثیہ رضویہ محلہ میانہ میانوالی۔

۲۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور۔

ضروری ہدایات

۱۔ مذہب اہلسنت و جماعت پر قائم رہیں۔ اہلسنت کے جتنے مخالف فرقے ہیں ان سب میں سے کسی کی صحبت میں نہ بیٹھیں اور اپنے دین و ایمان کی دولت کو محفوظ رکھیں۔

۲۔ نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے خواہ انسان مقیم ہو یا مسافر۔ جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہوں وہ سب نمازیں ادا کریں۔

۳۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی فرض ہے، کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے کل یا بعض قضا ہو گئے ہوں تو ان کو ادا کرنا لازم ہے۔

۴۔ جو مسلمان مالدار ہے، مالک نصاب ہے، سال گذرنے پر اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے اور سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے گا تو بھی زکوٰۃ ہو جائے گی۔ اور جتنے سال کی زکوٰۃ ادا کرنا باقی ہے حساب کر کے ادا کرے۔

۵۔ جو مسلمان صاحب استطاعت ہو، مالدار ہو اس پر حج کرنا بھی فرض ہے۔ ایسا شخص جو حج نہ کرے اس کے لیے حدیثوں میں سخت وعید آئی ہے۔

۶۔ شریعت مطہرہ کی پابندی کریں شریعت کے مطابق چلیں اور شریعت کی مخالفت سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور برے کاموں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

۷۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا علامہ الشاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ ان کا مسلک مذہب اہلسنت و جماعت ہے۔ حرمین طیبین، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، عرب و عجم کے علماء کرام نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ العزیز کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کیا ہے اور اس صدی کا مجدد مانا ہے۔ مولا عزّ و جل ہم سب کا بزرگان دین کے وسیلہ جلیلہ سے ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

دستخط: محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ

محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ حدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

امابعد! اللہ تعالیٰ نے ایمان و بے ایمانی کا معیار خود بتایا ہے۔

﴿بے ایمان لوگ﴾

ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین (پ۱ ع۲)

بعض لوگ کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائے (حالانکہ) وہ پکے بے ایمان ہیں۔

﴿فائدہ﴾

یہ آیت منافقین کے متعلق ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ایمان زبانی بیکار ہے جب تک نہ ہو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگرچہ وہ کتنا ہی بڑے زور وشور سے اسلام کا دعویٰ کریں بلکہ زبان سے اگرچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی بھی گواہی دیں تب بھی جھوٹے اور کذاب ہیں چنانچہ فرمایا " **قانو الشھد انک الرسول اللہ واللہ یعلم انک الرسولہ واللہ شھید ان المنافقین لکاذبون** (سورہ منافقین پ۲۹ ع۱) منافقین نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ کو معلوم کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافقین جھوٹے اور کذاب ہیں۔ بلکہ ان کی سزا ور عذاب بہ نسبت دوسرے کافروں کے زیادہ سخت ہے چنانچہ فرمایا **ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار** (پ

۵) بیشک منافقین دوزخ کی آگ کے سب سے نچلے حصے میں ہوں گے

﴿سچے مومن﴾

اللہ نے فرمایا ” **واذا قیل لھم آمنو اکما آمن الناس**

اور جب انہیں کہا جائے اس طرح ایمان لے آؤ جس طرح صحابہ ایمان لے آئے۔

﴿فائدہ﴾

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کو وہی ایمان اور عقائد محبوب ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہیں۔ فقیر آنے والے اوراق میں سب سے پہلے صحابہ کرام کے عقائد عرض کریگا اس کے بعد منافقین کے عقائد بیان کرے گا۔ ناظرین کو جو عقائد پسند ہوں انہیں اپنائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

﴿مقدمہ﴾

﴿علم غیب﴾

اس موضوع پر ہزاروں تصانیف لکھی گئیں سینکڑوں مناظرے ہوئے اور نامعلوم اس پر کتنی تصانیف اور کتنی بحثیں (مناظرے) ہوئے۔ فقیر اس پر فیصلہ کی کیا حیثیت رکھتا ہے۔ صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند روایات اور ان کے اپنے معمولات و عقائد عرض کرنے کی جرات کرتا ہے۔ ممکن ہے کسی خوش قسمت انسان کو اس کے متعلق کچھ سمجھ آجائے۔ چونکہ آج کل یہ مسلہ مستقل عقیدہ بلکہ علامتِ دین بن چکا ہے، مثلاً اہل سنت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علم غیب ماننے والا مسلمان سمجھا جاتا ہے لیکن وہابیہ، دیوبندیہ، نجدیہ اور ان کے ہمنوا فرقوں کے ہاں اس کے ماننے والا مشرک، بدعتی گردانا جاتا ہے۔ دونوں طرف سے عوام افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ اسی لیے فقیر کی اس کتاب سے کسی کو غلط فہمی نہ ہو اسی لیے ناظرین امام اہل سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تنبیہات ذیل مدنظر رکھ کر فقیر کی معروضات کو پڑھیں، ورنہ ہزاروں غلطیوں میں مبتلا ہونے کا امکان ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت خالص الاعتقاد مصنف امام اہلسنت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے لی گئیں جس کا خلاصہ حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جاء الحق میں لکھا، پیش کی جاتی ہیں۔

امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے پہلے اصول دین کے قواعد لکھ کر فرمایا، بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہو اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل وارد ہیں

﴿قسم اول﴾

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جسمیں اس کے حبیب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

(۵) زید وعمرو بچے پاگل چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے۔ یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور ان کا منکر بے دین اور ان میں شک لانے والا قصداً کافر یہ قسم اول ہوئی۔

﴿قسم دوم﴾

(۱) اولیائے کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم

الصلاۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علوم غیب میں اصلاً حصہ نہیں جانتے گمراہ مبتدع ہیں۔

(۲) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کچھ بھی کسی کو عطا نہیں یہ قسم دوم ہے اور اس قسم کا منکر گمراہ بدمذہب ہے کہ صدہا احادیث کا انکار کرتا ہے۔

﴿قسم سوم﴾

(۱) حضور ﷺ کو قیامت کا بھی علم عطا ہوا کہ کب ہوگی۔

(۲) تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات جو لوح محفوظ میں ہیں ان کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کو علم دیا گیا۔

(۳) حضور ﷺ کو حقیقت روح اور قرآن کے سارے متشابہات کو علم دیا گیا۔

فقیر اویسی غفرلہ کا یہ مجموعہ از قسم آخر ہے اس کا منکر کافر ہے اور نہ ہی اس کے لیے نصوص قطعیہ کی حاجت بلکہ اس کے لیے ضعفاء (روایات) بلکہ وہ موضوع روایات جن کی تائید احادیث صحاح سے ہو تو بھی قبول (اصول فقہ اسماعیل دہلوی مطبوعہ مجتبائی)۔

اسی لیے عشاق پڑھ کر ایمان تازہ کریں گے خوشیاں منائیں گے منکرین کی قسمت میں انکار لکھا ہے ان کے نصوص قطعیہ بھی غیر مفید۔ بہر حال فقیر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدت کے پھول چن کر پیش کیئے ہیں کوئی قبول کرتا ہے تو اپنی سعادت پر ناز کرے اور منکر اپنے انکار پر ماتم۔

عقیدہ و عقیدت کا فرق: عقیدہ نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوتا ہے اس کا منکر کافر ہے اور عقیدت روایات ضعیفہ اور وہ موضوعہ جو موئیدہ ہوں بلکہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کے معمولی اشارات سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اس فرق کو نہ سمجھتے ہوئے جاہل وہابی، دیوبندی بلکہ ان کے پڑھے لکھے عالم دین کہلوانے والے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ کس آیت میں ہے اور یہ کس حدیث صحیح میں ہے۔ تجربہ کرلو۔ یہ ان میں عام مرض ہے اور یہ مرض انہیں منافقین و خوارج سے وراثت میں نصیب ہوا ہے (تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ابلیس تا دیو بند میں ملاحظہ فرمائیں)

﴿مشاهدات صحابہ﴾

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مجموعی واقعات جن میں وہ مجموعی طور پر موجود تھے ان میں انکار فوراً مشاہدہ ہوا یا دیر بعد یہ جملہ مشاہدات مبنی بر علم غیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ایک تیز آندھی شروع ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ آندھی ایک منافق کی موت کے وقت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ آندھی کے وقت منافقوں کے ایک سردار کی موت واقع ہوئی ہے۔ (خصائص کبریٰ)

﴿فوائد و عقائد﴾

وہ امور جو عام انسان کے لیے غائب ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایسے ہیں جیسے رائی کا دانہ ہتھیلی پر۔

کسی کی موت کہ کب ہوگی اور کہاں ہوگی یہ دونوں امور ان علوم خمس سے ہیں جنہیں مخالفین غیر اللہ کے لیے ماننے کو شرک کہتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں امور بتا دیئے اور صحابہ کرام نے تصدیق کی اور یہی ان کا عقیدہ تھا۔ الحمدللہ ہم اہل سنت بھی اسی عقیدہ پر ہیں۔

مروی ہے کہ مسیلمہ الکذاب نے دعویٰ نبوت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اسلام بھی قبول کیا جب واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی قوم کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنے گا۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۱۷، ج ۱) یہ واقعہ لکھ کر خدام الدام لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء میں لکھا۔

(نوٹ) کچھ عرصہ کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مانتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے نبی تسلیم کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو کذاب ہے تیرے ساتھ مصالحت نہیں ہوسکتی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ذلیل ہوکر قتل کیا گیا۔ چالیس ہزار پیروکاروں میں سے بیس ہزار اس کے ساتھ واصل جہنم ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکینِ مکہ سے مصالحت کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹے نبی سے مصالحت کرنا گوارہ نہ کیا۔

﴿فائدہ﴾ معلوم ہوا کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ اور اس سے صلح کرنا نہ قابل معافی جرم ہے۔

﴿عقیدہ﴾

کسی کے متعلق قبل از خبر دینا علم غیب ہے کہ ان پانچ علوم سے ایک ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غیبی خبر کی صحابہ نے تصدیق کی اور یہی انکا عقیدہ تھا۔

﴿ غیبی خبر ﴾

ابن ابی روح عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الصبح فقرء الروم فالتلبس علیہ فلما صلی قال ما بال اقوام یصلون معنا لا یحسنون الطھور و انما یلبس علینا القرآن اولئک (راوہ النسائی ومشکوۃ کتاب الطہارت)

ترجمہ: ابن ابی روح سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کی کہ تحقیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں سورہ روم کو پڑھا۔ تو آپ کو متشابہ ہوا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھا وضو نہیں کرتے۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ لوگ قرآتِ قرآن میں ہم پر اشتباہ ڈالتے ہیں۔

﴿ فائدہ ﴾

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے اس لیے جب آپ کو قرآت میں متشابہ ہوا۔ تو آپ ﷺ کو فوراً اس کا سبب معلوم ہو گیا کہ کسی مقتدی نے وضو کرنے میں کوئی سنت ترک کی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر برملا ارشاد فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے غیبی خبر کو تسلیم فرمایا یہی ہمارا مدعا ہے۔

﴿اپنے وصال کی خبر﴾

عن جابر قال افاض النبی صلی الله علیه وسلم من جمع و علیه السکینته و امر هم بالسکینته و اوضع فی وادی محسر و امر هم ان یر موا بمثل حصی الخذف و قال لعلی لا ارلکم بعد عامی هذا (رواہ الترمذی، مشکوۃ فی کتاب المناسک)

ترجمہ: یعنی ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے چلے اور ان پر تھی تسکین چلنے میں۔ اور لوگوں کو آہستہ چلنے کا حکم کیا۔ اور اونٹنی کو میدان محسر میں جلدی چلایا۔ اور لوگوں کو حکم کیا یہ کہ ماریں مانند کنکریوں خذف کہ (یعنی چنے برابر) اور آپ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا کہ شاید میں تم کو اس برس کے بعد نہ دیکھونگا (یعنی میرا وصال ہو جائے گا)

﴿فائدہ﴾

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ اپنے وصال کی اطلاع پہلے ہی سے دیدی اور یہ بھی علم مافی الغد میں سے ہے۔ جو علوم خمسہ میں سے ایک ہے جسے مخالفین شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔

﴿منافقین کا علم﴾

عن ابن مسعود قال خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الجمعته فقال اخرج یا فلاں انك منافق اخرج یا

فلان انک منافق فاخرج من المسجد هم فضحهم

(ترجمہ) یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھا۔ پھر فرمایا کہ اے فلاں نکل جا۔ تحقیق تو منافق ہے نکل جا اے فلاں تو منافق ہے پس ہماری مسجد سے نکل جا۔ پس نکالا مسجد سے چند آدمیوں کو ان کی رسوائی نے

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ شرح شفاء جلد اول صفحہ ۲۴۱ میں ارقام فرماتے ہیں **قال ابن عباس کان المنفقون من الرجال ثلثمائته و من النساء مائته و سبعین** یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مردوں میں سے منافق تین سو تھے اور عورتوں میں سے ایک سو ستر

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو احوال سے خبر کر دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ کسی کے متعلق جو کچھ کہتے تو آپ اس کا اتباع کرتے اگر وہ نہ پڑھتے تو آپ بھی نہ پڑھتے۔

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ مرقات شرح مشکوٰۃ کی جلد ۵ صفحہ ۶۱۸ میں فرماتے ہیں ''**علیکم صاحب السرا ای صاحب السر النبی صلی الله علیه وسلم من تلک الاسرار اسراد المنافقین من رسول الله صلی الله علیه وسلم کما دتی حدیثه** الخ'' یعنی کیا نہیں ہے حذافہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز داں وہ بھید کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے حذیفہ کے بعض

ان کے اسرار منافقین کے اور نسبیں ان کی خفیہ طور پر بتلا دیئے اللہ نے وہ اسرار نبی علیہ السلام کو جیسا کہ حدیث مذکورہ سے واضح ہے۔

﴿ انتباہ ﴾

اس میں رد ہے کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کا جو کہتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) منافقین کا علم نہ تھا۔ جب کہ نہ صرف حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ آپ ﷺ نے اپنے راز دان صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق آگاہی بخشی کہ وہ ہر منافق کو جانتے تھے اور اس کی منافقت کو بھی اور منافقین کے علامات سے بخوبی واقف تھے

﴿ شام و فارس و یمن قبضہ میں ﴾

حضرات براء ابن عازب اور جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں کے لیے خندق کھودنے کا حکم صادر ہو چکا تو ہم لوگوں نے مارامار کھدائی شروع کی۔ کھودتے کھودتے پتھر کا ایک ٹکڑا برآمد ہوا جو ایسا سخت تھا کہ ہشت دہات نے بھی اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔ بہت سی کدالیں اس پر ٹوٹیں۔ لوگ سر پٹک پٹک کے ہار گئے مگر اس کا ایک ذرہ تک الگ نہ ہوا۔ تو حضور کو اس کی اطلاع کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لانے کے لیے اٹھے اور حالت آپ کی یہ تھی کہ تین دن سے ایک دانہ بھی دہن مبارک میں نہیں گیا تھا شدتِ گرسنگی سے پتھر شکم پاک سے بندھا تھا۔ جس وقت باعث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر

کدال اس سنگ لاخ پر ماری۔ دست اعجاز پرست کی برکت سے تہائی پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور ایک بجلی سے کوندگئی جس کی روشنی میں آپ نے فرمایا کہ ملک شام مجھے نظر آتا ہے۔ دوسری بار الا اللہ کہہ کر جو آپ نے ضرب لگائی تو دوسرا ثلث مٹی ہو کے الگ ہو گیا اور لمعۂ برق کی تجلی میں فارس کا ملک نظر انور سے گذر گیا۔ تیسرے ہاتھ میں کل پتھر کا فیصلہ ہو گیا۔ آگ نکلی اس سے تمام یمن آئینہ ہو گیا۔ غرضیکہ جو پتھر سینکڑوں ہزاروں چوٹ میں سارے لشکر سے نہ ٹوٹا تھا اس کو تین ہاتھ میں آپ ﷺ نے سرمہ سا کر دیا اور بہ ہدایت مہم غیبی حضور نے یہ پیشگوئی کہ کہ تینوں ملک میری امت کے ہاتھوں فتح ہوں گے اور اللہ جل شانہ اپنے پاک بندوں کو غالب کر کے اپنے سچے دین اسلام کی روشنی سے کفر و گمراہی کے اندھیرے کو دور کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ملک یمن تو حضور کے روبروہی اسلام کے قبضہ اقتدار میں آ گیا اور باقی آپ ﷺ کے بعد جناب فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سعادت مہد میں فتح ہو گئے۔

﴿فائدہ﴾

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کے درمیاں تین ملکوں (شام فارس، یمن) مسلمانوں کے قبضہ کی خبر دی۔ انہیں فتح کیا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشاہدہ کیا اور یہی ان کا عقیدہ تھا۔ الحمد للہ وہی عقیدہ اہلسنت کے نصیب میں ہے۔

﴿عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ﴾

جنگِ بدر کے کچھ دن بعد ایک روز عمیر بن وہب بن خلف اور صفوان بن

امیہ بن خلف خانہ کعبہ میں حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمیر مذکورہ ان قریش میں سے تھا جو کہ رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کو اذیت دیا کرتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر اسیرانِ جنگ میں سے تھا۔ عمیر و صفوان کے درمیان یوں گفتگو ہوئی۔

عمیر: بدر میں ہمارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں کیا کیا مصیبتیں اٹھائیں۔ ظالموں نے کس بے رحمی سے ان کو گڑھے میں پھینک دیا۔

صفوان: اللہ کی قسم اب ان کے بغیر زندگی کا لطف نہ رہا۔

عمیر: اللہ کی قسم! تو نے سچ کہا۔ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا میرا کنبہ نہ ہوتا جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے تو میں سوار ہو کر محمد کو قتل کرنے جاتا۔ کیونکہ اب ایک بہانہ بھی ہے میرا بیٹا ان کے ہاتھ گرفتار ہے۔

صفوان: آپ کا قرض ادا کر دیتا ہوں آپ کا کنبہ میرے کنبے کے ساتھ رہے گا میں آپ کے بچوں کا متکفل ہوں جب تک وہ زندہ ہیں۔

عمیر: بس میرے اور آپ کے درمیان۔

صفوان: بسر و چشم (عملیہ کی روانگی کے بعد لوگوں سے) اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں پر خدا کی عنایات کا ذکر کر رہے تھے (عمیر تلوار کو آڑے لٹکائے ہوئے اپنی اونٹنی کو مسجد میں بٹھا دیتا ہے) عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دشمن عمیر کس شرارت کے لیے آیا ہے۔

رسول اللہؐ: اسے میرے پاس لاؤ (عمیر سے) آگے آؤ

عمیر: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صبح بخیر ہو۔

رسول اللہؐ: عمیر تو نے جاہلیت کا سلام کہا۔ مگر اللہ نے ہمیں تیرے سلام سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے۔ اور وہ سلام ہے جو اہل بہشت کا تحیہ ہے۔

عمیر: یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سلام آپ کو تھوڑے دنوں کے لیے ملا ہے۔

رسول اللہؐ: عمیر کیوں کر آنا ہوا؟

عمیر: اپنے بیٹے کے لیے جو آپ ﷺ کے پاس اسیرانِ جنگ میں ہے

رسول اللہؐ: پھر گلے میں تلوار کیوں آڑے لٹکا رکھی ہے۔

عمیر: خدا ان تلواروں کو برا کرے۔ انہوں نے ہمیں کچھ فائدہ نہ دیا۔

رسول اللہؐ: سچ بتاؤ کس لیے آئے ہو۔

عمیر: فقط اپنے بیٹے کے لیے۔

رسول اللہؐ: نہیں تو اور صفوان حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے تو نے مقتولین بدر کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے پھر تو نے کہا اگر مجھ پر قرض اور بار کنبہ نہ ہوتا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر نکلتا، یہ سن کر صفوان نے بار قرض وغیرہ اپنے ذمہ لیا کہ تم مجھے قتل کر دے مگر اللہ تیرے اور اس غرض کے درمیان حائل ہے۔

حضرت امام الماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الاعلام میں لکھا

ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمیر کو فرمایا کہ تم کن شرائط پہ میرے ہاں پہنچے ہو یہ سن کر عمیر گھبرا گیا اور کہا کونسی شرائط۔ آپ ﷺ نے فرمایا **تحملت له بقتلى على ان يقضى دينك و يعول عيالك و الله حائل بلينك و بين ذلك** (اعلام ص ۱۰۴)

ترجمہ: تو میرے قتل کرنے کو آیا اس سے یہ شرط لگائی کہ وہ تیرے قرض اتارے اور تیرے اہل وعیال کے اخراجات برداشت کرے لیکن میرے اور تیرے درمیان میرا خدا تعالیٰ حائل ہے۔

یہ سن کر عمیر نے کہا **اشهد انك رسول الله و انك صادق و اشهد ان الله الاالله لنا بكذبك بالوحى من اسماء و هذا الحديث كان سر ابينى وبين صفوان كماقلت لم يطلع عليه احد غيرى** (اعلام ص ۱۰۴)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں آپؐ اللہ کے رسول اور آپؐ اپنی ہر بات میں سچے ہیں اور گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم آپکی وحی آسمانی کی تکذیب کرتے رہے لیکن آج یقین ہو گیا ہے کہ آپ سچے ہیں اس لئے کہ یہ وہ راز تھا جو صرف مجھے اور صفوان کو معلوم تھا لیکن آپؐ نے حرف بہ حرف بتا دیا جس کا علم میرے سوا کسی کو نہ تھا۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اسے قرآن سکھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو۔ پھر فرمایا تم مکہ واپس جا کر اسلام کی دعوت دو۔ جب وہ مکہ معظمہ واپس آئے تو ان کی تبلیغ سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور صفوان نے قسم کھائی کہ اس کے ساتھ زندگی بھر نہ بولے گا۔

﴿ تبصرہ اویسی ﴾

غیبی خبروں سے ایک کافر کو نہیں ہزاروں بے ایمانوں کو دولت ایمان و اسلام نصیب ہوئی۔ لیکن آج بدقسمتی سے اس عقیدہ پر ہزاروں نہیں کروڑوں مسلمانوں کو کافر و مشرک گردانا جارہا ہے۔

ہیں فرقسیت از کجا تا کجا

﴿ مجاہد جہنمی ﴾

ایک شخص قرمان نامی کسی وجہ سے غزوہ احد میں شریک نہ ہوا اور مدینہ طیبہ میں پڑا رہا عورتوں نے اسے کہا ہماری طرح گھر میں کیوں بیٹھے ہو۔ اس کی حمیت اس قدر جوش میں آئی کہ اسی وقت اٹھا اور شریک جہاد ہوا۔ اس نے اس غضب سے تلوار چلائی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران و ششدر ہو گئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔ لوگوں نے اس پر بڑا تعجب کیا۔ قرمان نے نعرہ مار کر کہا بھاگنے سے موت بہتر ہے۔ اس جوش میں اس نے سات مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے پاس پہنچے اور کہا خدا تجھے شہادت نصیب فرمائے۔ کہنے لگا بخدا میں اسلام کی خاطر نہیں لڑ رہا میں تو اس لیے لڑ رہا ہوں کہ یہ لوگ ہمارے نخلستان پر کہیں قابض نہ ہو جائیں اسی دوران اسے ایک زخم آیا جس کا درد بڑھتا گیا چونکہ یہ درد اس کی برداشت سے باہر تھا بدین وجہ وہ گھبرا گیا اور خنجر سینہ پر رکھ کر خودکشی کر لی چونکہ لوگوں کو حقیقت حال کی خبر نہ تھی۔ حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں عرض کی کہ اس نے سات مشرکین کو قتل کیا ہے اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " **یفعل اللہ ما یشاء** " بعد ازاں جب حقیقت کھلی تو فرمایا " **اشھد انی رسول اللہ** " اور فرمایا " **ان اللہ ینوید دینہ بفاجر** " بیشک اللہ نے دین اسلام کی فاجر سے مدد فرمائی۔ (شواہد النبوۃ عبدالرحمن جامی قدس سرہ)

﴿ فوائد ﴾

1. حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرمان کی دل کی بات کو جانتے تھے جیسا کہ اس کے انجام پر حقیقت واضح ہوئی۔

2. بہت سے نیکی کرنے والے ضروری نہیں کہ وہ بہشتی ہوں نتیجہ خاتمہ پر ظاہر ہوتا ہے۔

3. حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب جاننے کے باوجود لوگوں کو منوانے پر مامور نہ تھے۔ بلکہ آپ اپنی رسالت ونبوت کے اظہار کے بعد انہیں صرف نبوت کیعلامات و نشانات ظاہر فرمادیتے۔

﴿ کلمہ گو جہنمی ﴾

ہجرت کے ساتویں سال ایک رات حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملحم جنابہ عامر اشجعی کو جو ایک نومسلم تھا سخت سست کہا اور پوچھا تم نے ایک کلمہ گو کو کیوں قتل کیا۔ عرض کی اس نے کلمہ محض جان بچانے کے لیے پڑھا تھا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیرا کہ تجھے معلوم ہو جاتا اس کی زبان دل کی ترجمان ہے۔ بعد

ازاں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محلم مذکور پر دعا کی اور وہ ہفتہ کے بعد مر گیا جب اس دفن کرتے تو زمین اسے باہر پھینک دیتی تھی۔ پانچ بار ایسا ہوا اور اسے اس کے نیچے دفن کیا گیا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین بھی بدتر انسانوں کو نگل جاتی ہے لیکن اس کے لیے یوں ہوا کہ تم لوگوں کو اسلام کی عظمت معلوم ہو جائے۔ (شواہد النبوۃ)

﴿ بدر کے مردار ﴾

مسلم جلد دوم کتاب الجہاد باب غزوہ بدر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا مصرع فلان یضع یده علی الارض ههنا قال فما ماط احد هم عن موضع ید رسول الله صلی الله علیه وسلم۔**

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دستِ مبارک کو ادھر ادھر زمین پر رکھتے تھے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ کوئی بھی مقتولین میں سے حضور علیہ السلام کے ہاتھ کی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا۔

﴿ عقیدہ ﴾

کون کس جگہ مرے گا یہ علوم خمسہ میں سے ہے جس کی خبر حضور علیہ والسلام نے قبل از وقت بتائی ہے اور کب مرے گا یہ دوسری خبر مافی الغد ہے جو علوم خمسہ سے متعلق ہے۔ جسے مخالفین شرک سے تعبیر کرتے ہیں اور عوام کے سامنے **ان الله عنده علم الساعة**

الخ پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تصدیق میں یوں کہا کہ جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشاندہی فرمائی ویسے ہی ہوا۔

﴿ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

یہ منصب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نوکروں اور امت کے اولیاء کا ہے جس کی متعدد مثالیں فقیر نے طلوع الشمس فی علوم الخمس میں بیان کی ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال قائم کردوں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلام نے علوم خمس میں صرف پیٹ کے اندر والی شئے کی خبر دی بلکہ اس فعل کی بھی جس سے نطفہ ٹھہرا۔ چنانچہ کتاب حیواۃ الحیوان میں علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

ترجمہ: بولہیہ سے روایت ہے۔ وہ ابوالاسود سے اور وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی ملا اور آپ ﷺ بدر کے مقام کی طرف جارہے تھے وہ روحاء کے مقام پر ملا تھا۔ لوگوں نے غنیم کے متعلق اس سے معلوم کیا تو اس سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی پھر انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کروگے اسنے پوچھا کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں انہوں نے کہا ہاں۔ تو وہ حاضر ہوا اور سلام عرض کیا پھر عرض کیا۔ کہ اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو مجھے آپ بتایئے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ پس سلمہ بن سلامہ نے (جو ابھی نوعمر لڑکا تھا) کہا رسول ﷺ سے یہ سوال نہ کرو میری طرف توجہ کرو میں بتاتا ہوں کہ تو نے اس کے ساتھ جفتی کی ہے پس اسکے پیٹ

میں تمہارا بچہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے اس شخص کو فحش بات کہہ دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور ایک لفظ نہ فرمایا۔ حتی کہ سب نے کوچ کیا اور روحاء کے مقام سے مسلمان آکر ان کو مبارک دینے لگے۔ تو سلمہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس بات کی مبارک باد دیتے ہیں۔ واللہ ہم نے نہیں دیکھا مگر بوڑھی عورتوں کو جو کم مو اور باریک گردن تھیں۔ جیسی رسی سے بندھی اونٹنیاں ہوں۔ اور انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قوم میں فراست ہوتی ہے۔ بڑے بڑے اس کو جانتے ہیں۔ اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔

﴿فائدہ﴾

ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنیٰ غلام (نوعمر صحابی) نے نہ صرف اونٹنی کے شکم والے کی خبر دی بلکہ اس سے جو بدفعلی ہوئی وہ بھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ رحیم و کریم اور ستارالعیوب اللہ کے محبوب ہیں اسی لیے ستارالعیوبی فرمائی ورنہ آپ سے بھی یہ امر مخفی نہ تھا۔

﴿زہر کی غیبی خبر﴾

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ان یہودیتہ من اھل خیبر سمت شلاۃ مصلیتہ ثم اخذ تھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع تاکل منھا و اکل رھط من اصحابہ معہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ارفعو ایدیکم و ارسل الی الیھودیتہ فدعا ھا فقال سممت ھذہ الشاۃ فقالت من اخبرک قال اخبرتنی ھذاہ فی یدی الزراع قالت نعم (رواہ ابوداوددارمی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے جو اہل خیبر سے تھی بکری بھنی ہوئی میں زہر ملایا پھر اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ پیش کیا آپ ﷺ نے اس بکری کا ہاتھ والا گوشت لیا اور اس میں سے کھایا اور صحابہ نے بھی ساتھ کھایا۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے ہاتھ اٹھالو۔ اور ایک آدمی کو یہودیہ کی طرف بھیجا۔ اس کو بلایا۔ وہ حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ یہودیہ نے کہ آپ ﷺ کو کس نے خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس نے خبر دی ہے کہ میرے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا یہ اشارہ کر کے دست کی طرف یہودیہ نے کہا ہاں زہر ملایا ہے۔

حدیث صحیح سے صاف ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ مجلس دعوت میں کھلم کھلا فرمایا کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔ جو تحقیق کے بعد ظاہر ہوا کہ واقعی اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔

﴿ عقیدہ ﴾

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تصدیق کرنا ہمارے دعوی کی دلیل ہے۔ اور منکرین کمالات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیہ کے اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی لاعلمی ثابت کرتے ہیں۔ یہ ان کی نبوت کی کھلی دشمنی کی دلیل ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے پہلے کیوں نہ بتا دیا دراصل اس میں یہ حکمت تھی کہ یہودی قوم نے زہر اسی لیے دی تھی کہ نبی ہیں یا نہیں۔ اگر آپ ﷺ پہلے بتا دیتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادوگری کا الزام لگاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کی بوٹی سے تصدیق کرادی کہ میں برحق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اس کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب غایۃ المامول اور تفسیر فیوض الرحمن میں پڑھیئے۔

﴿ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ ﴾

یہاں پر فقیر ایک صحیح اور سچا واقعہ بایزید بسطامیؒ کا عرض کرتا ہے تا کہ اہل ایمان کا ایمان تازہ ہو اور دشمن کا دل جلے۔ یاد رہے کہ بایزید بسطامی قدس سرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیرانِ پیر ہیں یہ سلسلہ ان کے بعد سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے چلایا جو آپ سے سو سال بعد کو پیدا ہوئے اس معنیٰ پر سلسلہ نقشبندیہ پر سلسلہ اویسیہ کی چھاپ ہے۔

﴿ ابوالحسن خرقانی اویسی نقشبندیہ فیضان بایزید بسطامی قدس سرہما ﴾

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز وہ اپنے چند مریدوں کے ساتھ جنگل میں پھر رہے تھے کہ اچانک آپ کو خوشبو آئی جس سے آپ کی حالت بدل گئی۔ اور وجد طاری ہو گیا۔ ایک مرید نے عرض کیا آپ کا اس وقت کیا حال ہے۔ کیونکہ حضور کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے۔ کبھی تو زرد معلوم ہوتا ہے

اور کبھی سرخ اور کبھی سفید۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی خوشبو پہنچ رہی ہے۔ کہ اتنے سال کے بعد یہاں اسلام کا ایک بادشاہ پیدا ہوگا۔ کہ جس کے خیمے آسمان پر ہونگے۔ مریدوں نے اس کا نام دریافت کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا نام ابوالحسن ہوگا۔ اور حلیہ قد اور رنگ غرضیکہ تمام باتیں بیان فرمائیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میرے ہی سلسلہ میں وہ مرید ہوگا۔ اور میری تربت سے اس کو فیض پہنچے گا۔ مریدوں نے اس کی تاریخ وغیرہ لکھ لی۔ چنانچہ ٹھیک اسی تاریخ کو ابوالحسن صاحب پیدا ہوئے۔ اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ نے بیان فرمائے تھے سب ان میں موجود تھے۔ اس قصہ کو مولانائے روم رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی معنوی کے دفترِ چہارم میں اس طرح مرقوم کیا ہے۔

ایں طبیبانِ بدن دانشورند　　　برمقام توزتو واقف ترند

طبیب یہ ظاہر بدن کے کیسے دانش والے ہیں کہ تیری بیماریوں پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں

تازہ قارورہ ہے بیند حال　　　کہ ندانی تواز اں واعتدال

قارورہ سے تیرا حال دیکھتے ہیں کہ تو اس صورت سے اعتدال کو نہیں جانتا

ہم زنبض وہم زرنگ وہم زدم　　　بوبرند ازتو بہر گونہ سقم

نبض سے بھی اور رنگ سے بھی اور سانس یا خون سے بھی تیرے سینکڑوں سقم کی بو پا لیتے ہیں

پس طبیبانِ الٰہی در جہاں،　　　چوں ندانند ازتو اسرارِ نہاں

جب ظاہری طبیبوں کا جہان میں یہ حال ہے تو طبیب الٰہی کیسے تیرے اسرارِ پوشیدہ نہ جانیں

ہم ز نبضت ہم ز چشمت ہم ز رنگ صد سقم بینند از تو بے درنگ

یہ بھی تیری نبض و چشم و رنگ سے تیرے سینکڑوں سقم بے تامل دیکھتے ہیں

ایں طبیباں نو آموزند خود | کہ بدیں آیات شاں حاجت بود

کاملاں از دور نامت بشنوند | تا بقعرِ تار و پودت در روند

سو یہ بھی وہ جو خود نو آموز ہیں کہ ان کو ان علامتوں کی حاجت پڑتی ہے۔ اور جو کامل ہیں۔ ان کی یہ کیفیت کہ دور سے تیرا نام سن لیں اور تیرے تن کی تار و پود میں گھس جائیں۔

بلکہ پیش از زادنِ تو سالہا | دیدہ باشندت بخید یں حالہا

بلکہ تیرے پیدا ہونے سے پہلے برسوں کا حال تیرا ان کا دیکھا ہوا ہے

حالِ تو دانند یک یک مو بمو | زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

اور تیرے ایک ایک بال کے حال کو وہ جانتے ہیں اس واسطے کہ اسرارِ الٰہی سے بھرے ہوئے ہیں

آن شنیدی داستانِ بایزید | کہ زحالِ بوالحسن از پیش دید

تو نے داستان بایزید کی سنی ہے جنہوں نے قبل پیدا ہونے ابوالحسن خرقانی سے حال ان کا دیکھ لیا

روزے آں سلطان تقوئی مگید شت | با مریداں جانب صحرا و دشت

وہ یہ کہ ایک روز وہ سلطان تقوے مریدوں کے ساتھ صحرا و دشت کی طرف چلے جاتے تھے۔

بوئے خوش آمد مرا و را ناگہاں | در سواد رے زحد خارقاں

یکا یک سواد رے میں حد خارقان سے کہ دونو شہر ہیں بوئے خوش ان کو آئی

ہم درآبخانالہ مشتاں کرد　　　　بوئے ازباز استنشاق کد

بس وہیں نالۂ مشتاق کرنے لگے اور بو کو ہوا سے سونگھتے تھے۔

بوئے خوش راعاشقانہ سیکشید　　　　جان او از باد بادہ مے چشید

عاشق کسی بو کا اس کو بار بار کھینچتا ہے اور اس باد سے جان ان کی بادہ چشی کرتی تھی وہ درست ہوتی تھی

چوں درو آثار مستی شد پدید　　　　یک مرید او در آندم واسید

ان میں آثار مستی کے ظاہر ہوئے تو مریدوں میں سے ایک مرید فوراً اس بات کو پہنچ گیا۔

پس پرسیدش کہ ایں احوال خوش　　　　کہ بر ونست از حجاب پنج وشش

پوچھا کہ یہ احوال خوش جو حجاب پنج حس اور شش جہت سے باہر ہے۔

گاہ سرخ وگاہ زرد وگاہ سپید　　　　مے شود رویت چہ حالست ونوید

اس سے کبھی منہ تمہارا سرخ ہوتا ہے کبھی زرد کبھی سپید۔ کیا حال اور کیا بشارت ہے۔

مے کشی بوئے بظاہر نیست گل　　　　بیشک از غیب است واز گلزار گل

یہ بات ہے کہ گل تو بظاہر ہے نہیں اور تم بو کھینچتے ہو بیشک کوئی بو غیب اور گلزار سے پہنچتی ہے

قطر بر ریز بر ماز اں سبو　　　　شمۂ زاں گلستاں باما بگو

اس سبو سے ایک قطرہ ہم کو بخشوا۔ اور ایک شمہ اس گلستان سے ہمارے سامنے بھی بیان کرو

گفت ازیں سو بوئے یارے میرسد　　　　کاندریں دہ شہریارے میرسد

بایزید نے کہا ادھر سے مجھ کو بو ایک یار کی آتی ہے۔ اور اس گاؤں میں ایک شہر یار آتا ہے۔

بعد چندیں سال ے زاید شبے ے زند بر آسماہنا خر گہے

اتنے برسوں کے بعد ایک بادشاہ پیدا ہوگا۔ کہ اپنا خیمہ آسمانوں پر کھڑا کرے گا۔

روئیش از گلزار حق گلگوں بود از من او اندر مقام افزوں بود

اس کا چہرہ گل گلزارِ حق سے ہوگا۔ لہٰذا منہ اس کا گلگوں ہوگا۔ اور مقام ورتبہ میں مجھ سے بڑھ کر ہوگا۔

چیست نامش گفت نامش بوالحسن حلیہ اش واگفت زار برو وذقن

نام اس کا کیا ہے کہا بوالحسن پھر حلیہ اس کا ابرو وذتن سے بیان کیا

قدِ او ورنگ او وشکل او یک بیک واگفت از گیسو ورو

اور رنگ اور شکل ایک ایک کا بیان کیا اور گیسو اور رو کا

برنشبتند آں زماں تاریخ را از کباب آراستند آن سیخ را

غرض جس وقت یہ نشان ونام ابوالحسن کے انہوں نے بیان کئے۔ اسی وقت سب کو لکھ لیا اور تاریخ کے ساتھ جملہ نشان وصفات گویا وہ تاریخ ایک سیخ تھی کہ اس کو ان نشانوں کے کباب سے آراستہ کیا۔

چوں رشید انوقت وآں تاریخ راست زاں زمیں آنشاہ پیدا گشت وخاست

پس جب وہ وقت وتاریخ راست آئی وہ شاہ یعنی ابوالحسن اس زمین سے پیدا ہوئے

ازپس آں سالہا آمد پدید بوالحسن بعد زوفاتِ بایزید

اتنے ہی برسوں کے بعد بعد وفات بایزید کے بوالحسن پیدا ہوئے

جملہ خوہائے اوزامساک وجود آنچناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود

جملہ عادتیں ان کی خواہ امساک خواہ جود سب میں ویسی ہی تھیں جیسی بایزید نے بتائی تھیں۔

لوح محفوظ بہت اور اپیشوا　　　ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور کیوں نہ ہوتیں اس واسطے کہ ان کی تو لوح محفوظ پیشوا تھی جس کا نام محفوظ اسی سبب سے رکھا ہے کہ خطا سے محفوظ ہے۔

نے نجوم است و نہ رمل ست و نہ خواب　　　وحی حق واللہ اعلم بالصواب

نہ وہ نجوم ہے۔ نہ رمل۔ نہ خواب جس میں غلطی ہو۔ وحی حق ہے اور اللہ اس کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

از پے روپوش عامہ در بیاں　　　وحی دل گویند اور اصوفیاں

لیکن عام سے چھپانے کو صوفیوں نے اس کا نام وحی دل رکھا ہے۔

وحی دل گیرش کہ منظر گاہِ اوست　　　چوں خطا باشد چو دل آگاہِ اوست

تو بھی اس کو وحی دل مان کس واسطے کہ دل منظر گاہ خدا کا ہے۔ اور اس سے آگاہ پھر وحی دل میں کیسے خطا ہو

مومن ینظر بنور اللہ شدے　　　از خطا و سہو بیروں آمدے

جب تو مومن ینظر بنور اللہ میں داخل ہوا تو سہو و خطا سب سے نکل گیا۔ یعنی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

﴿فائدہ﴾

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمان خادم اور غلامانِ غلام ہیں کیسی زبردست اور صحیح پیشگوئی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل کی فرماتے ہیں۔ حتیٰ کہ نام مبارک۔ جائے سکونت، حلیہ شریف۔ قد شکل اور رنگ وغیرہ سب کچھ بتلا دیا یہ کہ میرے وصال کے چند سال بعد ابوالحسن پیدا ہوں گے۔

چنانچہ ٹھیک تاریخ میں اسی صورت اور شکل کے وہ بزرگ پیدا ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوح محفوظ جہاں قلمِ قدرت نے لکھا اسے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا تھا۔

﴿ حضرت یعلیٰ کا عقیدہ ﴾

حضرت ابو نعیم حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ غزوہ موتہ کے واقعات سنانے کے لیے حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم چاہو تو میں واقعات سنا دوں عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنائیں۔ تو آپ ﷺ نے موتہ کے واقعات سنا دیئے۔ حضرت یعلیٰ نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور واقعات جنگ میں سرِ مُو فرق نہیں یعنی جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ویسے ہی ہوا ہے۔

﴿ فوائد ﴾

۱۔ حضرت یعلیٰ جنگ میں تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کا حال من وعن بیان فرمایا یہ علم غیب ہے۔

۲: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلیئے وہاں تک حجابات اٹھ گئے یہ حاضر و ناظر ہے۔

﴿ ثقفی و انصاری ﴾

امام بیہقی و ابو نعیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ثقفی سے فرمایا جو تم پوچھنے آئے ہو پوچھو اگر تم کہو تو میں بتادوں تم کیا پوچھنے آئے ہو ثقفی نے عرض کی حضور! یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں جو سوال ہے اس کی اطلاع دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز روزہ اور غسلِ جنابت کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے۔ ''**ان ذاك الذی اسئلك عنه**'' میں یہی مسئلہ پوچھنے آیا تھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کے سوالات بھی بتائے کہ تم طواف رمی جمار اور حلقِ راس کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ انصاری نے عرض کی **والذی بعثك بالحق ان هذالذی حبتك واسل عنه** مجھے بھی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں بھی یہی مسائل پوچھنے آیا تھا (خصائص کبریٰ)

﴿ وابصہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ﴾

امام احمد، ابویعلیٰ بزاز، بیہقی، ابونعیم حضرت وابصہ راوی ہیں وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کروں ابھی میں نے سوال نہ کیا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوال سے قبل فرمایا اے وابصہ جو کچھ تو مجھ سے پوچھنے آئے ہو میں بتادوں۔ میں نے عرض کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم **بر و اثم** (نیکی اور گناہ) کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ میں نے عرض کی بے شک میں یہی سوال لے کر آیا ہوں (خصائص کبریٰ)

﴿ فوائد ﴾

۱۔ صحابہ کا عقیدہ تو تھا ہی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے بھید و اسرار بھی جانتے ہیں۔

۲۔ کفار کے سوالات کے باوجود جواب نہ دیتے یا اسکی نفی یعنی اظہار لاعلمی فرما دیتے اس میں حکمت ہوتی تفصیل فقیر نے کتاب " **لاعلمی میں علم** " لکھدی ہے لیکن صحابہ از خود علم غیب کا اظہار فرماتے۔ اس راز کو وہی سمجھیں جو عشق رسول سے سرشار ہیں، جو دل میں بغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں وہ اسے کیا سمجھیں۔

﴿ابو سفیان و حارث و عتاب رضی اللہ عنہم﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی دیر مسجد الحرام میں قیام فرمانے کے بعد اذان کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت بلال نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ ابوسفیان عتاب اور حارث بن ہشام کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اذان کی آواز سن کر عتاب بولا کہ خدا نے اسید کو یہ عزت بخشی کہ اس نے یہ آواز نہ سنی ورنہ اسے رنج پہنچتا۔ حارث بولا خدا کی قسم اگر یہ حق ہوتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔ حضرت ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں کہتا اگر کہوں تو یہ کنکریاں ان کو میرے قول کی خبر دیں گی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس ہو کر نکلے۔ تو فرمایا کہ تمہاری باتیں مجھے معلوم ہوگئیں۔ تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حارث وعتاب یہ سنتے ہی کہنے لگے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ اس

کی اطلاع کسی اور کو نہ تھی ورنہ ہم کہہ دیتے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادی ہے (سیرۃ ابن ہشام)

﴿ فائدہ ﴾

یہ واقعہ تین صحابہ کے ایمان لانے پر مشتمل ہے اور وہ علم غیب کی تصدیق کے بعد۔ لیکن جو ازل سے بدقسمت ہو وہ انکار کرے تو مجبور ہے۔

﴿ منافقین کی سازشیں ﴾

غزوۂ تبوک سے واپسی پر منافقین کی ایک جماعت نے اتفاق کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عقبہ پہنچیں تو انہیں وہاں گرایا جائے رات کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عقبہ پہنچے تو آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو براستہ وادی جانے کا حکم دیا۔ لیکن خود عقبہ روانہ ہوئے اور کسی کو اپنے پیچھے آنے کی اجازت نہ بخشی۔ آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کی مہار حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیدی اور حضرت حذیفہؓ کو اسے ہانکنے کا حکم فرمایا۔ اس طرح جب وہ عقبہ کی طرف جارہے تھے تو پیچھے اچانک چند لوگ ظاہر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیچھے جا کر انہیں واپس کردو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا جو انہوں نے بے خوف وخطر ہو کر انکی اونٹنیوں کے نتھنوں پر مارنا شروع کر دیا۔ منافقین خیال کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مکروفریب کا پتہ چل گیا ہے وہ عقبہ ہے بسرعت نیچے اتر آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں ان میں سے کسی کی پہچان ہے انہوں نے جواب دیا ہاں میں نے فلاں فلاں

شخص کی سواری کو پہچان لیا لیکن انہوں نے اپنے چہروں پر نقاب اوڑھے ہوئے تھے اور چونکہ سخت اندھیرا تھا اسی لیے میں ان میں سے کسی کو شناخت کامل نہ کرسکا۔ جب عقبہ سے گذر گئے اور صبح ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا، کیا تمہیں معلوم ہے کل منافقین نے کیا منصوبہ بنایا دراصل ہو چاہتے تھے کہ مجھے عقبہ سے گرادیں حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ فرمائیں تو فوراً ان کے سر کاٹ کر آپ کی خدمت اقدس میں پیش کردوں۔ آپ نے فرمایا اے اسید مجھے یہ بات پسند نہیں اس لئے کہ لوگ کہیں گے کہ جنگ کے خاتمے پر پیغمبر ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کردیا ہے۔ حضرت اسید نے عرض کی وہ آپ کے اصحاب تو نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ کلمہ شہادت تو پڑھتے ہیں اور اللہ نے مجھے ایسا کرنے والوں کے قتل سے منع فرمایا ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ کو ان کے نام بتائے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا ہے یہ بات حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوا حضور ﷺ نے کسی کو نہ بتائی۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت عمر حضرت حذیفہ کا ہاتھ پکڑا کرتے اگر وہ کسی کا جنازہ پڑھ لیتے تو حضرت عمر بھی پڑھ لیتے ورنہ رد کردیتے۔ (شواہد النبوۃ، عینی شرح بخاری)

﴿فوائد﴾

۱: منافقین کے عقائد میں شامل تھا نبوی علم غیب کا انکار۔

۲: ضد بھی ان کی قسمت میں تھی۔ علم غیب کے یقین کے باوجود پھر بھی نہ مانتے۔

۳: منافقین کو قتل نہ کرنا اور عرصہ دراز تک ساتھ رکھنا مصلحت تھی نہ کہ لاعلمی جیسا کہ دیوبندی وہابی کہتے ہیں

۴: حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ علم غیب پر تھا اور اسی لیے انہیں یقین تھا کہ فلاں ابن فلاں کا خاتمہ خراب ہوگا۔

﴿ تبوک کا ایک واقعہ ﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ان شاء اللہ تم تبوک کے چشمہ پر اس وقت پہنچو گے کہ آفتاب گرم ہو جائے گا اور جو لوگ وہاں پہنچ جائیں ان کو چاہیئے کہ وہ اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو اس میں بہت تھوڑا پانی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر ایک برتن میں جمع فرمایا۔

ثم غسل فیه وجهه یودیه ثم اعاده فیها فجرت العین بما کثیر فاستقی الناس ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشك یا معاذ ان طالت بك حیاة ان تریٰ ما ها هنا قدملئی جنانا۔ (مسلم، خصائص کبریٰ ص ۲۷۳ ج ۱)

ترجمہ: پھر اس میں اپنا چہرۂ اقدس اور دونوں ہاتھ دھوئے اور وہ پانی اسی چشمے میں ڈال دیا

تو وہ چشمہ جوش مارنے لگا اور پانی بہت زیادہ ہو گیا چنانچہ سب لوگ پانی پی کر سیراب ہو گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ اگر تمہاری عمر دراز ہو گی تو تم دیکھ لو گے کہ یہ مقام باغات سے بھرا ہو گا۔

﴿ فائدہ ﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے تبوک کا واقعہ جیسے بتایا ویسے ہوا۔ یہی علم مافی الغد (غیب) ہے۔ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسی مقام پر ایک عرصہ بعد باغات ہوں گے چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے فرمایا ویسے ہی وہاں باغات لہلاتے نظر آئے۔ اسی کو علم غیب کہا جاتا ہے۔

﴿ یمن کے گورنر کا ایمان لانا ﴾

پرویز کسریٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کا حکم یمن کے گورنر کو بھیجا۔ اس نے دو قاصد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصدوں کو رات گزار کر صبح حاضری کا فرمایا۔ دوسری صبح قاصد حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسریٰ کو گزشتہ شب اس کے بیٹے نے قتل کر ڈالا ہے اور فرمایا کہ یمن کے گورنر کو یہ خبر پہنچا دو اور یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں اب تک کسریٰ کی حکومت پہنچ چکی ہے۔ تم اسلام لے آؤ۔

قاصدوں نے یہ خبر جا کر باذان کو سنائی ادھر پرویز کے قتل کی بھی اطلاع مل گئی۔ باذان کو یقین ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں۔ اس پر اس نے

اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا ان کے ساتھ ان کی قوم کے بہت سے لوگ بھی حلقہ بگوش ہو گئے۔ (مزید تفصیلی حالات کتب سیر میں ہیں)۔

﴿ فائدہ ﴾

غیبی خبر پر صحابہ کو دولت اسلام نصیب ملی لیکن آج اس کے برعکس ہے کہ ایسے عقیدہ والوں کو کافر ومشرک کہا جا رہا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور کمالات حکیمانہ سے پھیلا ہے۔

﴿ مزید براں ﴾

حضرت امام الورزودی رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقعہ کو مزید یوں لکھا ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو خط لکھا اس بد بخت نے خط پھاڑ کر یمن کے گورنر کو لکھا کہ اس نبی کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ گورنر نے فیروز دیلمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرفتاری کے لئے بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات گذر نے دو صبح کو فیروز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: مجھے میرے رب نے گذشتہ شب خبر دی ہے کہ اس نے تمہارے رب کو مار ڈالا ہے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا جب اس کے بیٹے نے اسے مارا تو رات کے سات گھنٹے گذر چکے تھے ذرا ٹھہر جا اس کی خبر تمہارے پاس آجائے گی۔

یہ خبر سن کر وہ فیروز یمن کے گورنر باذان کے پاس واپس لوٹ آیا اور تمام ماجرا سنایا باذان نے کہا

ان کان ما قاله حقا فهو نبي اگر اسی طرح ہوا جیسے اس نے فرمایا تو نبی برحق ہے۔

﴿ تبصرہ اویسی ﴾

سابق دور میں بے ایمانوں، کافروں تک یہ بات ذہنوں میں راسخ ہو چکی تھی کہ بنی ہوتا بھی وہی ہے جو بعطائے الٰہی غیب کو جانتا ہو جیسے آج ایسے عقیدے کو شرک وکفر گردانا جا رہا ہے معلوم ہوا کہ ایسے مشرک گر اس دور کے کافروں، بے ایمانوں سے گمراہی و ضلالت میں دو قدم آگے ہیں۔

﴿ وہی ہوا جو فرمایا رسول ﷺ ﴾

امام الماوردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں؛

ترجمہ: تو اس نے خبر کو معلوم کیا تو واقعی رات کے اسی ٹائم پر شیرویہ نے باپ کو قتل کیا جو وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

﴿ نبی علیہ السلام سے اظہار عقیدت پر اسلام کی دولت سے نوازے گئے ﴾

مذکورہ بالا عقیدت کے اظہار پر اللہ نے ان پر فضل وکرم فرمایا کہ **فاسلم باذان وفيروز ومن معهم من الانباء** سچ ہے باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

﴿ فائدہ ﴾

باذان یمن کا گورنر تھا اور فیروز بادشاہ کا بلند مرتبہ سفیر لیکن دونوں نے

عہدوں کو لات ماردی تو اللہ نے صحابیت کے درجہ سے نوازا اور نہ صرف صحابیت بلکہ بہت بڑے مجاہد۔ یہ وہی فیروز دیلمی ہیں جنہوں نے اسود عنسی جیسے کذاب مدعی نبوت کو قتل کیا۔

﴿ امام ماوردی کا عقیدہ ﴾

یہ واقعہ لکھ کر امام ماوردی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ: اس خبر میں غیوب کی بہت سے دلیلیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا گر جسے اللہ تعالیٰ آگاہی بخشے۔

﴿ تبصرہ ﴾

الحمدللہ اہلسنت کے عقائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف صالحین رحمتہ اللہ علیہم کے عین مطابق ہیں جو ان کے خلاف ہیں وہ مبتدعین ہیں۔

﴿ تبصرہ ﴾

یہ امام الماوردی شافعی المذہب ۵۰۰ ھ میں فوت ہوئے بڑے محقق تھے۔ آپ کی یہ تصنیف حال ہی میں لبنان سے شائع ہوئی ہے۔

﴿ سیدنا عمرو بن العاص کا عقیدہ ﴾

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک روز فرمایا کہ تم مصر کے حاکم ہو گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مصر کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت عمرو بن العاص نے ساتھیوں کو فرمایا کہ مجھے منجنیق کے ذریعے شہر کے اندر

پھینک دو میں شہر کے اندر جا کر اس قدر تیغ زنی کروں گا کہ غالب ہو کر شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ پھر تم فاتحانہ حیثیت سے شہر کے اندر فوراً داخل ہو جانا۔ لشکر کے سپہ سالاروں نے مخالفت کی کہ منجنیق کے ذریعے پھینکنے سے آپ کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں مصر کے حاکم ہونے کی خبر دی ہے۔ ابھی تک میں وہاں کا حاکم نہیں ہوا تو حاکم ہوئے بغیر میں کیسے مر سکتا ہوں (الاصابہ والاستیعاب وغیرہ)۔

﴿عقیدہ کی وضاحت﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور اختیار پر اتنا پختہ عقیدہ ہے کہ منجنیق کے ذریعے جان کنی کے خطرہ کے بغیر بڑے وثوق سے فرما دیا کہ میں جب تک حاکم نہ بنوں گا اس وقت نہیں مرونگا۔ یہی عقیدہ علم غیب اور اختیار ہے جو دور حاضرہ میں مسئلہ اختلافی بنا ہوا ہے اور صحابہ کے عقائد میں ان کے متعلق ذرہ برابر بھی شک نہ تھا۔

﴿عدی بن حاتم طائی کا عقیدہ﴾

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ عدی کے قبول اسلام کے اسباب علم غیب کی باتیں ہوئیں جو انہوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھیں تو مسلمان ہو گئے۔

چنانچہ سنہ ۹ ھ میں عدی بن حاتم طائی مسلمان ہوئے۔ ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے۔ یہ اپنی قوم کے سب سے بڑے سردار تھے۔ قوم پیداوار اور مال غنیمت چوتھائی حصہ ان کی نذر کیا کرتی تھی۔ انہیں مسلمانوں سے سخت عداوت تھی۔ عیسائی تھے۔

اور اسلام کو عیسائیت کا رقیب سمجھتے تھے۔ اور سردار ہونے کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدار ان کی آنکھوں میں کھٹکتا تھا۔ ان کی سازش سے یمن کے قبیلے طے نے بغاوت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دنوں یمن کے گورنر تھے۔ انہوں نے بغاوت کو ختم کیا اور بغاوت کے لیڈروں کو گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا۔ ان میں عدی کی بہن بھی تھی وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی تو اس نے کہا کہ میں سخی حاتم طائی کی بیٹی ہوں میرا باپ بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا۔ اور غریبوں پر رحم کرتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے باپ میں مسلمانوں کی سی خوبیاں تھیں۔ عدی کی بہن نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر عرض کیا کہ میری آپ سے ایک درخواست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول فرما کر مجھ کو شکریہ کا موقع دیجیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا۔ عدی کی بہن نے فرمایا کہ میرے بھائی آپ کی فوج سے خوف زدہ ہو کر شام کے علاقہ میں بھاگ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیں کہ میں ان کو لے آؤں اور کے لیے ایک امن نامہ لکھ دیجئے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپکے چلے گئے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ دوسرے روز پھر وہاں سے گزرے تو پھر اس نے وہی درخواست دہرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جلدی کیوں کرتی ہو جب تمہارے علاقہ سے کوئی آئے گا جس پر تم کو اعتماد ہو اس کے ساتھ چلی جانا۔ چنانچہ چند یوم بعد ان کے رشتہ داروں میں سے چند اشخاص آگئے۔ عدی کی بہن کہتی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایسے لوگ آگئے ہیں جن پر مجھ کو

اعتماد کلی ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے کپڑوں کے جوڑے بھیج دیئے اور میرے لیے زادراہ اور سواری مہیا فرمائی میں اپنے قرابتداروں کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ گئی۔ عدی فرماتے ہیں میں اپنے بال بچوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ دور سے مجھ کو چند سواریاں نظر آئیں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میری بہن ہے۔ ابھی سواری سے اتری بھی نہ تھی۔ کہ مجھ کو برا بھلا کہنا شروع کیا بڑا ظالم ہے۔ قاطع رحم ہے اپنے بال بچوں کو اٹھا کر لے گیا اور بہن کو یہاں چھوڑ گیا۔ چونکہ باتیں سچی تھیں اور میرے پاس کوئی عذر نہ تھا بہت شرمندہ ہوا۔ میں نے کہا مجھ کو معاف فرمایئے پھر میں نے اپنی بہن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استفسار کیا انہوں نے کہا میرا تو خیال ہے کہ تم جلدی ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو تم کو جلدی سبقت کرنی چاہیے۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو تمہاری عزت میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اور میں ان کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کون ہو؟ میں نے کہا عدی بن حاتم طائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ گھر لے چلے راہ میں ایک بڑھیا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں شروع کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے جب تک بڑھیا کی داستان ختم نہ ہوگئی میں نے سوچا کہ بادشاہ اس طرح ضعیفہ بڑھیا عورتوں کے روکنے سے نہیں رکا کرتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ نہیں ہیں۔ گھر میں داخل ہوئے جس گدے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے

میری طرف سرکا دیا۔ گدا ایک ہی تھا میں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھئے! فرمایا نہیں آپ بیٹھئے چنانچہ میں گدی پر بیٹھ گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے اب مجھے یقین ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہرگز نہیں، بیٹھنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عدی تم کوسی ہو۔ ﴿کوسی ایک فرقہ تھا﴾ میں نے جواب دیا ہاں پھر فرمایا تم اپنی قوم سے پیداوار اور مال غنیمت لیتے ہو میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے دین کے تو خلاف ہے۔ عدی نے کہا بیشک۔ اب میں نے دل میں سوچا کہ ہو نہ ہو یہ نبی ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے عدی تم کو شاید یہ چیز مانع ہو کہ مسلمان نہایت مفلس قلاش اور غریب ہیں عدی وہ وقت آنے والا ہے کہ مسلمان کے پاس اتنا مال آئے گا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملے گا اے عدی شاید تم کو یہ چیز مانع ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی زبردست سلطنتیں ہیں۔ دشمنوں کے پاس بیشمار فوجیں اور وہ ہر طرح کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں۔ عدی وہ وقت آنے والا ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت اتنی وسیع ہو جائے گی اور ایسا زبردست انتظام ہو گا کہ ایک عورت تن تنہا قادسیہ (کوفہ سے کئی میل دور فاصلہ پر ہے) سے چلے گی اور خوفناک جنگلوں کو طے کرتی ہوئی مدینہ میں داخل ہو جائیگی۔ عدی شاید تم کو یہ مانع ہے کہ سر دست مسلمانوں کی سلطنت بہت تھوڑی ہے۔ عدی خدا کی قسم ایک وقت آنے والا ہے کہ اسلامی فوجیں کسریٰ جیسی سلطنت کو پاش پاش کر ڈالیں گی۔ عدی! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم پڑھو (اللہ اکبر) اللہ بہت بڑا ہے۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ یہ تقریر سن کر میں اسی وقت مسلمان

ہو گیا اور حضور ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

﴿ عقائد علم غیب کی تصدیق ﴾

یہ وہی عدی رضی اللہ عنہ ہیں حاتم طائی مشہور سخی کے صاحبزادے خود علم غیب کی تصدیق فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس وقت جو تین امور (علم غیب) بیان فرمائے دو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا (تیسری بھی پوری ہوگی) ان شاء اللہ۔

۱. میرے سامنے کسریٰ کی زبردست سلطنت پاش پاش ہوگئی۔

۲. میری آنکھوں کے سامنے قادسیہ سے ایک عورت تن تنہا خطرناک جنگلوں کو طے کرتی ہوئی صحیح وسلامت مدینہ طیبہ پہنچ گئی۔

مجھے یقین ہے کہ تیسری بات بھی پوری ہوگی۔

چنانچہ یہ تیسرا امر (غیبی) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اقدس میں پورا ہوا کہ لوگوں کو زکوۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔

﴿ وفات ﴾

حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے ۱۶ ء میں ۱۲۰ سال کی عمر میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

﴿ فوائد و عقائد ﴾

۱. حضور سرور عالم ﷺ کا خلق عظیم ایسا ہے کہ نہ صرف غیر معترف بلکہ

اسکے اثر سے قبول اسلام پر مجبور ہوئے جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اس واقعہ سے ان کی تردید ہوتی ہے کہ حاتم طائی کی بیٹی کے تاثرات بتاتے ہیں کہ حبیب خدا ﷺ نے اسلام تلوار کے زور سے نہیں خلق وکمال سے پھیلایا۔

۲. عدی بن حاتم سے تعارف کے بغیر اسکے حالات خود بتائے کہ کوسی ہو اور قوم سے پیداوار اور غنیمت وصول کرتے ہو اور ساتھ فرمایا یہ تمہارے دین کے خلاف ہے اور انکے دل کی بات بھی ظاہر کردی کہ تم کو دین اسلام میں داخل ہونے سے فلاں امر مانع ہے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو انہی امور کی تصدیق نے اسلام لانے پر مجبور کردیا اور یہی علم غیب کی تصدیق ہے جس نے کافروں کو مسلمان بلکہ صحابی جیسا مرتبہ عطا فرمایا لیکن بدقسمتی سے آج اسلام کا ٹھیکیدار بن کر ایک گروہ علم غیب کی تصدیق کرنے والوں کو مشرک بنائے جارہا ہے۔ **عجب رنگ ھیں زمانے کے**

۳. حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو حضور سرور عالم ﷺ نے مستقبل کی تین باتیں بتائیں جو علم غیب (**ما فی الغد** کل کیا ہوگا) سے متعلق تھیں حضرت عدی فرماتے ہیں کہ میں نے دو آنکھوں سے دیکھی ہیں ایک اور بھی ہو کر رہے گی۔ یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ.

﴿عقیدہ سیدہ طیبہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا فی علم غیب﴾

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سے

یہ سب سے پہلے مجھ سے ملیں گی تو نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے آٹھ مہینے یا چھ مہینے بعد وفات پائی (رضی اللہ عنہا) حضرت عباس نے فرمایا کہ جب آیۃ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی تو؛

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بی بی فاطمہ کو بلا کر فرمایا عنقریب میرے وصال کی خبر پاؤ گی اس سے بی بی رونے لگیں آپ نے فرمایا مت رو اس لیئے کہ میرے اہل بیت میں سے پہلے تم مجھے ملو گی اس سے بی بی نے تبسم فرمایا جسے بی بی عائشہ نے دیکھ کر پوچھا کہ پہلے آپ روئی پھر ہنسی اس کی وجہ۔ بی بی نے فرمایا کہ مجھے حضورؐ نے اپنے وصال کی خبر دی اس سے میں رو پڑی پھر مجھے فرمایا کہ تو ہی مجھے سب سے پہلے ملو گی تو اس سے میں ہنسی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

﴿فوائد و عقائد﴾

۱. رونا ہنسا دونوں فعل بی بی کے عقیدۂ علم غیب کی دلیل ہیں حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے متعلق بھی ما فی الغد کا بیان فرمایا اور سیدہ فاطمہ خاتون رضی اللہ عنہا کیلئے بھی چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال حضور سرور عالم ﷺ کے وصال شریف کے بعد ہوا یہی صحیح ہے۔

۲. ماں (عائشہؓ) بیٹی (فاطمہؓ) کا آپس میں کیسا خوشگوار ماحول تھا کہ راز و نیاز کی باتیں ایک دوسرے سے مخفی نہیں رکھتیں۔

۳. جدائی ظاہری سے رونا لاعلمی کی دلیل نہیں ورنہ بی بی فاطمہ کا عقیدہ تھا کہ آپ صرف ہمارے سے ظاہری طور جدا ہوں گے پھر اسی طرح زندہ رہیں گے جیسے عالم دنیا میں تھے

﴿ قیس بن مالک ارجی رضی اللہ عنہ ﴾

حضور نبی پاک ﷺ نے ایک تحریر حضرت قیس بن مالک ارجی کو بھیجی تھی اسکے الفاظ مبارکہ میں سے ہیں۔تم پر سلام ہو بعد اس کے واضح ہو کہ میں نے تم کو قوم پر خواہ وہ بدوی ہوں یا شہری یا غلام سب پر حاکم بنایا اور مقام نساء کے غلہ سے دوسو صاع اور خیوان کے انگور سے دوسو صاع تمہارے لئے مقرر کئے یہ عطیہ تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے ہمیشہ ہمیشہ ہمیشہ (ابداً۔ابداً۔ابداً) جاری رہیگا۔

﴿ عقیدہ ﴾

حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا (ابداً۔ابداً۔ابداً) کہنا بہت محبوب ہے اس سے مجھے امید ہے کہ میری نسل ہمیشہ رہے گی (طبقات ابن سعد اسد الغابہ)

﴿ فائدہ ﴾

ابداً سے غیر منقطع مدت اور کثرت بھی مراد ہوتی ہے جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے منہ مبارک کے سے لفظ نکلا تو صحابیؓ نے اپنا عقیدہ بنایا کہ نسل ہمیشہ رہیگی ثابت ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کر رہیگی اسی کا نام اختیار ہے نیز چونکہ اس کی اولاد میں ہمیشہ رہنے کا تعلق مافی الغد (کل کیا ہوگا) علم الغیب سے ہے۔اسی لئے صحابیؓ نے وہ بھی ظاہر کر دیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد گرامی سے انہیں یقین ہے کہ انکی اولاد تا قیامت قائم رہیگی۔یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ کا عطا

کردہ اختیار بھی ہے اور علم غیب بھی (ولکن الوهابیه قوم لا یعقلون)

﴿ نعمان بن بشیرؓ ﴾

عن عاصم بن عمر بن قتاده قال جائت عمرة بنت رواحه تحمل انبها النعمان بن بشیر فی لفافته الی رسول الله فقالت یا رسول الله ادع الله ان یکثر ماله وولده فقال روماته ضین ان یعیش کما عامش فقاله عاش حمیدا وقتل شهید او دخل الجنته اخرجه ابن سعد عن عبدالملك بن عمیر رضی الله عنه ان بشیر بن سعد جاء بالنعمان بن بشیر الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ادع الله لابنی هذا فقال روماته فی ان یبلغ مالغبت ثم یاتی الشام فیتله منافق من اهل الشام (اخرجہ ابن سعد)

ترجمہ: حضرت عمرہ بنت رواحہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں لائی اور عرض کی یا رسول اللہ اسکے لئے دعا فرمائیں کہ اس اولاد اور مال زیادہ ہو آپ نے فرمایا کیا اس سے راضی نہیں کہ اپنے ماموں کی طرح خوشحال زندگی گزارے اور شہید ہو کر مرے اور جنت میں جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ابن بشیر کو انکا باپ بارگاہ رسول ﷺ میں لایا اور دعا کا عرض کیا آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ یہ تمہاری عمر تک

پہنچے پھر یہ ملک شام میں جائے گا اسے ایک شامی منافق شہید کرے گا۔

﴿ فائدہ ﴾

چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے حضور ﷺ نے فرمایا

﴿ وفات نعمان بن بشیر ﴾

عن مسلمه بن محارب وغیره قالو كما قتل الضحاك بن قيس بمرج راهط فيخلافته مردان بن الحكم اراد النعمان بن بشير ان يرب من الحمص وكان عاملا عليها فى الحمص دعالابن الزبير غلبه اهل حمص فقتلوه واحتر واراسه (اخرجہ ابن سعد، حجۃ اللہ علی العالمین)

ترجمہ: مروی ہے کہ ضحاک بن قیس مرج (علاقہ کا نام) میں مارا گیا یہ مروان کا دور حکومت تھا حضرت نعمان کا ارادہ ہوا کہ وہ حمص سے نکل جائیں اس وقت آپ حمص کے حاکم تھے ارادہ اس لئے ہوا کہ مروان کے خلاف حضرت ابن زبیرؓ کی حمایت کریں لیکن اہل حمص نے آپ کو بلا کر شہید کر دیا۔

﴿ فائدہ ﴾

حضرت نعمان بن بشیرؓ کی کامل سوانح عمری دو لفظوں میں بیان فرما دی اور ان کی زندگی جیسے گزری اور شہادت ہوئی ان تمام کو حضور ﷺ نے پہلے بیان فرما دیا اور اسی کو صحابہ کرام نے تسلیم کیا یہی ہماری استدعا ہے کہ علم غیب کا عقیدہ صحابہ کرام کا ہے جو اہلسنت کو نصیب ہوا ہے

﴿ حضرت زید بن ارقمؓ کا عقیدہ ﴾

عن زید بن ارقم رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل علیه یعوده من مرض کان به فقال له لیس علیك من مرضك باس و لكن كيف بك اذا عمرت بعدی فعمیت قال اذن احتسب فاصبر قال اذن تدخل الجنت بغير حساب (اخرجه البیہقی)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ زید بن ارقم کی طبع پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم اس مرض سے نہیں مرو گے بلکہ بڑی عمر پاؤ گے اور نابینا ہو جاؤ گے تو بتایئے اس وقت تمہارا ردعمل کیا ہوگا عرض کی ثواب کی نیت سے صبر کروں گا آپ نے فرمایا صبر کے اجر میں جنت میں جاؤ گے۔

﴿ فائدہ ﴾

حضرت زیدؓ کی تمام زندگی کا معائنہ فرمالیا اور پھر اس سے وعدہ بہشت بھی فرمایا چنانچہ وہ زندگی کے آخری ایام میں نابینا ہو گئے چند روز پھر بینائی مل گئی لیکن موت سے پہلے پھر نابینا ہو گئے (کذا قال النبہانی رحمۃ اللہ حجۃ اللہ ص ۴۸۸)

﴿ معاذ بن جبل کا عقیدہ ﴾

عن عاصم بن حميد السكونی ان النبی صلی الله علیه وسلم ارسل معاذ بن جبل الی الیمن فخرج معه یوصیه فلما فرغ قال یا معاذ انك عسی ان لا تلقانی بعد عامی الملك ان تمر

لمسجدی و قبری فبکی معاذ (اخرجہ احمد البیہقی واخرجہ احمد من وجہ آخر عن عاصم بن معاذ موصولاً)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا الوداع کے لئے باہر نکلے اور انہیں وصیت کی۔ بعد فراغت فرمایا کہ اس کے بعد مجھ سے تمہاری ملاقات نہ ہوگی میری مسجد اور میرے مزار پر آؤ گے یہ سن کر حضرت معاذؓ رو پڑے۔

﴿وصال رسول ﷺ﴾

عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن ثم توفی رسول اللہ صلی اللہ وسلم (اخرجہ البیہقی من طریق الزہری)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا اسکے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوگیا

﴿فائدہ﴾

چنانچہ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ویسے ہوا اس سے حضرت معاذ بن جبلؓ کے عقیدہ کی پختگی کا واضح ثبوت یہی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے جب اپنے وصال کی خبر دی تو رو پڑے اور اظہار افسوس فرمایا کہ آئندہ آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہوسکوں گا

﴿عبد اللہ بن انیس کا عقیدہ﴾

ترجمہ: عبداللہ بن انیسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ ابن نبیح

الھذلی لوگوں کو نخل عرفہ میں جمع کر کے میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے تم جا کر اسے قتل کر دو میں نے عرض کی اسکی مجھے نشانیاں بتا دیں تاکہ میں بلا تردد اسے جا کر قتل کر دوں آپ نے فرمایا کہ جب تم جاؤ گے وہ ایسے ایسے ہو گا میں گیا تو وہ اسی حال میں تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کے قریب پہنچ کر اس پر قابو پالیا اور تلوار سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جب میں بارگاہ رسول ﷺ میں پہنچا آپ فرمایا کیا ہوا میں نے عرض کی کہ میں نے اسے قتل کر دیا آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا آپ ﷺ نے مجھے عصا عطا فرمایا، ارشاد فرمایا اسے اپنے پاس رکھنا میں نے عرض کی کیوں فرمایا قیامت میں لوگ آئیں گے تم یہ عصا ساتھ لانا چنانچہ وہ عصا حضرت عبداللہ بن انیس کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ (رواہ البیہقی، ابو نعیم عن موسیٰ بن عقبہ عن ابن شہاب عن عروہ وغیرہ)

﴿ فائدہ ﴾

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ علم غیب کی وضاحت تو ہے ہی لیکن انکا عصاء کو قبر میں ساتھ لے جانے کی عقیدت بھی قابل صد ستائش ہے۔

﴿ مزید بر آں ﴾

اخرج البیھقی و ابو نعیم عن موسی بن عقبہ عن ابن شھاب و عن عروہ نحوہ وفیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا رایتہ ھبتہ و فرقت منہ قال و ما فرقت من شیء قط فلما رایتہ ھبتہ و فرقت منہ فقلت صدیق اللہ و رسولہ ثم

لکنت لہ حتی اذا ھذا الناس اغتراتہ فقتلتہ فیز عمون ان رسول اللہ صلی اللہ اخبر بقتلہ قبل قدوم عبداللہ بن انیس واخرجہ ابن سعد من طریق الواقدی عن شیوخ اذارایتہ ھبتہ فرقت منہ و ذکرت الشیطا ن وکنت لااھاب الرجال فلما رایتہ ھبتہ فقلت صدق اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: واقعہ مذکورہ میں ایک اور علم غیب کا اظہار ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیس کو فرمایا جب تم اسے دیکھو گے تو تم پر ہیبت ہوگی اس پر تم اس سے دور ہو جاؤ گے واقعی جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھے ہیبت ہوئی میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا پھر میں نے اس پر حملہ کیا جب لوگ سو گئے تو پھر میں نے اسے قتل کر دیا۔ لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیس کے پہنچنے سے پہلے ہی خبر دیدی کہ دشمن مارا گیا ایک روایت میں یہ ہے کہ جب میں نے دشمن کو دیکھا تو میں ڈر گیا اور اس سے دور ہو گیا اور شیطان کو یاد کیا یعنی یہ سمجھا کہ یہ شیطانی خیال ہے حالانکہ میں کسی سے ڈرتا نہیں تھا لیکن اس وقت دشمن سے خوف ہوا تو یقین کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ تجھے دشمن سے ہیبت ہوگی۔

﴿ فائدہ ﴾

بہر حال حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ دشمن کو ویسے پایا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿جنگ جمل اور عقیدہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

عن ام سلمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم خروج بعض امھات المومنین فضحکت عائشہ فقال انظری یا حمیر الا تکونی انت ثم التفت الی علی فقال ان ولیت منہ امر ھا شیئنا فارفق بھا (اخرجہ الحاکم والبیہقی)

ترجمہ: بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج میں سے بعض کے خروج کی خبر دی تو ازراہ تعجب بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنس پڑی آپ نے فرمایا دیکھنا وہی تم نہ ہو پھر حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر خلافت میں ان کے متعلق کوئی معاملہ ہو تو تم ان سے نرمی کرنا۔

﴿فائدہ﴾

حضور علیہ السلام نے مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے معاملات کی خبر دی اور پھر حضرت علیؓ کی زندگی کا پتہ دیا یاد رہے کہ یہ خروج عائشہ رضی اللہ عنہا اصحاب ثلاثہؓ کے دور میں نہیں بلکہ حضرت علیؓ کی خلافت میں ہوا اس میں خلافت حقہ کی تصدیق بھی ہوگئی جس سے وہابیہ کی تردید کے علاوہ شیعہ کی تردید بھی ہوگئی نیز بی بی عائشہؓ و علیؓ کا عقیدہ بھی واضح ہوا کہ انہوں نے اس واقعہ کو پایا اور بمطابق علم غیب اس طرح عمل کیا جس طرح سنا۔

﴿ حواب کے کتے ﴾

بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور سرور عالم ﷺ نے ایک مقام ''حواب'' میں جو مکہ مکرمہ اور بصرہ کے درمیان ایک موضع ہے کتوں کے بھونکنے اور وہاں مقتولوں کے انبار لگنے کی خبر دی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ پر یہ حال گزرا جب کہ وہ بصرہ کی طرف جارہی تھیں جسے واقعہ ''جمل'' کہتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے؛

(۱) عن ابی رافع رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی رضی اللہ عنہ انہ سیکون بینک و بین عائشہ امر فاذا کان ذلک فاردو ھا الی ما منھا (اخرجہ احمد وغیرہ)

ترجمہ: حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ تمہارے اور عائشہؓ کے درمیان شکر رنجی ہوگی تم انہیں واپس گھر پہنچانا۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ایتکن صاحبہ الجمل الاحمر الادبب تخرج حتی تنبحھا کلاب الحواب یقتل حولھا قتلی کثیرۃ تنجو بعد ما کادت (صواعق محرقہ ص ۱۷، راوہ ابونعیم)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جسکا سرخ اونٹ ہوگا اور اسکے چہرے پر کالے بال ہونگے وہ خروج کرے گی تو حواب کے

کتے بھونکیں گے وہاں لاشوں کا ڈھیر ہوگا لیکن بالآخر وہ جان بچا کر واپس آئے گی۔

﴿ فائدہ ﴾

مائی عائشہؓ کو جنگ جمل کا پورا واقعہ بتانا اور پھر ان کا بمشکل بچ جانا اور کتوں کا بھونکنا اور اس اونٹ کا رنگ اور صورت بتانا جس پر مائی عائشہؓ سوار تھیں علوم فی الغد کے کتنے واضح دلائل ہیں۔ لیکن دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

﴿ مقام حواب ﴾

عن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لما بلغت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھا بعض دیار بنی عامر نبحت علیا الکلاب فقالت ایما قالو الحواب قالت ما ر ظیننی الا راجعہ قال الزبیر لا بعد تقدمی خیر اک الناس ویصلح الیہ ذات بینھم قالت ما اظننی الا راجعہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کیف باحداکن اذا نبحتھا کلاب الحواب (اخرجہ احمد وغیرہ)

ترجمہ: حضرت قیسؓ نے فرمایا جب بی بی بنی عامر کے بعض مقام پہ پہنچیں تو آپ نے کتوں کے بھونکنے پر فرمایا یہ کون سا مقام ہے عرض کی گئی حواب ہے فرمایا میں واپس جاتی ہوں۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کی ایسا نہ کیجئے ممکن ہے اس میں عوام کا بھلا ہو آپ کی وجہ سے صلح ہو جائے بی بی نے فرمایا میں واپس جاتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا تھا کہ تم میں سے ایک کو حواب کے کتے بھونکیں گے۔

﴿ فائدہ ﴾

اس سے مائی عائشہؓ کا عقیدہ واضح ہوا کہ آپ کو حضور علیہ السلام کے علم مافی الغد (علم غیب) پر یقین تھا تو کتوں کے بھونکنے پر واپسی کا ارادہ فرمایا ورنہ مراجعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو کہہ دیتیں کہ یہ قصہ اتفاقیہ ہے لیکن نہیں حضرت زبیرؓ کو واپس جانے کی علت بھی بتا دی۔

﴿ انتباہ ﴾

حضرت مرتضوی (سیدنا علی المرتضیٰؓ) سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے ہم اہلسنت انہیں حق بجانب مولیٰ علیؓ کو مانتے ہیں اور ان سب کو مورد لغرش خطاء اجتہادی اور ان سے اسد اللہ کو بدرجہا اکمل و اعلیٰ مانتے ہیں زبان طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر جو انکے لئے شرع میں ثابت ہوئے، رکھتے ہیں کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور انکے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں۔

ہم اہلسنت کے نزدیک ادنیٰ صحابی پر طعن جائز نہیں چہ جائیکہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی جناب رفیع میں طعن کریں حاش للہ! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے اللہ نے ان کی تطہیر و بریت میں آیات نازل کیں ان پر طعن دھرنے والوں کو وعیدیں عذاب الیم کی سنائیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام سے سوء عقیدت سے محفوظ رکھے (آمین)

﴿ امہات المومنین کا عقیدہ ﴾

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا میری ازواج میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی وہ زوجہ ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں اس سے مراد ام المومنین سیدہ زینبؓ ہیں کہ ان کے ہاتھ کاروبار اور صدقہ دینے میں دراز تھے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے **ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تم میں سے مجھے وہ ملے گی (فوت ہوگی) جو لمبے ہاتھوں والی ہے اور ازواج میں لمبے ہاتھوں والی بی بی زینب تھیں اس لئے کہ وہ کسب حلال زیادہ کرتی اور زیادہ صدقات دیتیں۔ (اخرجہ مسلم)

﴿ فائدہ ﴾

حضور سرور عالم ﷺ کے علوم ما فی الغد کے علاوہ امہات المومنینؓ رضی اللہ عنہن کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں بھی یقین تھا کہ جسطرح حضور علیہ السلام فرما گئے ہیں ویسے ہی ہوگا یعنی پہلے اس بی بی کا انتقال ہوگا چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ بیبیوں میں سے سب سے پہلے مائی زینبؓ کا انتقال ہوا۔

﴿ عقیدہ ﴾

اب امہات المومنینؓ کا عقیدہ ملاحظہ ہو

ترجمہ: حضرت شعبی نے فرمایا کہ بی بی صاحبان نے عرض کی یارسول اللہ ہم میں سے کون سب سے پہلے فوت ہوگا آپ نے فرمایا جس کا ہاتھ لمبا ہوگا یہ سن کر ہر ایک کا ہاتھ ناپتی تھیں جب

بی بی زینب فوت ہوئیں تب سمجھا کہ اس سے بکثرت خیرات وصدقات مراد ہے (اخرجہ البیہقی)

﴿عقیدہ ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا﴾

عن یزید بن الاصم قالا ثقلت میمونته بمکه فقالت اخرجونی من مکه فانی لاموت بهاان رسول الله صلی الله علیه وسلم اخبرنی انی لاموت بمکته فجلوها حتیٰ اتو بها سرف الی الشجرة التی بنی بها تحتها (فماتت اخرجہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: مکہ شریف میں بی بی میمونہؓ پر سکرات طاری ہوئی تو فرمایا کہ مجھے مکہ معظمہ سے باہر لے چلو کیونکہ میں نے مکہ شریف میں نہیں مرنا کیونکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مکہ شہر میں نہیں مروگی آپ کے وارثوں نے آپ کو مکہ شریف سے باہر مقام سرف میں اس درخت کے نیچے لے آئے جہاں آپ کا بیاہ ہوا تھا۔ وہیں پر ان کی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔

﴿فائدہ﴾

- سرور عالم ﷺ کے علوم غیب پر صحابہ کرام کو کتنا یقین تھا چنانچہ حضرت میمونہ المومنین مکہ میں مرنا چاہتی ہی نہیں بلکہ انہیں یقین ہے کہ یہاں میرے پاس عزرائیل علیہ السلام نہیں آئے گا جب تک میں مکہ سے چلی نہ جاؤں۔

﴿ انتباہ ﴾

اس سے بڑھ کر کیا دلیل پیش کی جائے کہ ام المومنین میمونہؓ نے جب سے سنا کہ تم نے مکہ شریف میں نہیں مرنا اب موت مہمان ہے اور مکہ شریف میں اپنے عزیزوں (میکے) میں ہیں تب بھی فرماتی ہیں کہ میں نہیں مرتی جب تک مجھے مکہ شریف سے باہر نہ لے جاؤ چنانچہ صحابہ نے بھی انکے عقیدہ پر اپنے عقیدہ کی توثیق کی چنانچہ مکہ شریف سے باہر لے آئے اور وہیں مدفون ہوئیں جہاں آپ کا بیاہ ہوا تھا۔ اب مزار شریف اس عقیدے کا شاہد ہے کہ مکہ شریف سے مدینہ پاک کو جاتے وقت شارع الہجرہ پر سفر کرتے ہوئے تنعیم شریف سے گذر کر مقام نوار پر پہنچو تو سڑک کے کنارے غربی جانب مزار میمونہؓ (ایک کمرہ) موجود ہے۔

﴿ حضرت علیؓ و حضرت زبیرؓ کا عقیدہ ﴾

عن قیس رضی الله عنه قال قال علی الزبیر اما تذکر یوم کنت انا و انت فقال لك رسول الله صلی الله علیه وسلم رتحبه فقلت و ان یمنعنی فقال اما انك ستخرج علیه و تقاتله انت ظالم قال حرجع الز بیر (اخرجہ الحاکم)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں کہ جب میں اور آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے تو آپ ﷺ نے تمہیں فرمایا کہ کیا تم علی المرتضیٰؓ سے محبت کرتے ہو تم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا تم تو ان پر خروج کر کے ان سے جنگ لڑو گے

اسوقت تم حد سے تجاوز کرنے والے ہو گے حضرت زبیرؓ یہ سن کر غزوہ جمل کو چھوڑ کر چلے گئے۔

﴿ فائدہ ﴾

علوم ما فی الغد کے علاوہ صحابہ کرام کا عقیدہ قابل غور ہے کہ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ کو جب ہی بھولی ہوئی بات یاد دلاتے ہیں تو حضرت زبیرؓ بلا سوچے ان کے مقابلہ سے باز آ گئے اور فوراً معرکہ جنگ کو چھوڑ دیا۔

﴿ سنی ہوش میں آ ﴾

ہمارے اسلاف بالخصوص صحابہ کرامؓ کو تو حضور سرور عالم ﷺ کے علم غیب پر اتنا یقین ہوتا کہ وہ اپنے موقف کو بھی چھوڑ دیتے جبکہ تاریخ شاہد ہے کہ غزوہ صفین کے سب سے بڑے رکن حضرت زبیرؓ ہی تھے لیکن جونہی حضرت علیؓ سے حدیث سنی تو فوراً اپنا موقف ترک کر کے سرے سے میدان بھی چھوڑ دیا۔

﴿ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ﴾

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے اس وقت جب کہ ان پر موت کی سی کیفیت طاری تھی فرمایا تم اس سے نجات پالو اور زندہ رہو یہاں تک کہ تم سے ایک قوم نفع پائے یعنی مسلمان اور دوسری قوم نقصان اٹھائے یعنی کفار۔ گویا انہیں طویل العمر پانے کی بشارت دی اور وہ عشرہ مبشرہ میں سب کے آخر میں انتقال فرمانے والے تھے اور ۵۵ھ یا ۵۷ھ میں رحلت فرمائی اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۸ھ میں وفات پائی۔

﴿آپ کے عقیدہ کی احادیث ملاحظہ ہوں﴾

۱) عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اول من یدخل ھذا الباب رجل من اھل الجنتہ ودخل سعد بن ابی وقاص (اخرجہ احمد والبیہقی)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو اس دروازہ سے سب سے پہلے آئے گا وہ جنتی ہے اس کے بعد سب سے پہلے داخل ہونے والے حضرت سعدؓ تھے۔

۲) اخرج مثلہ البزاز عن عمر بزیادۃ قال ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثتہ ایام فی کل ذلک یدخل سعد

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ تین دن ایسا کہا گیا اور ہر تینوں دنوں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوتے رہے

۳) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ لعلک تخلف حتی ینتفع بک اقوام ویستفر بک آخر ون و ذلک ان سعد امرض بمکتہ و کان یکرہ ان یموت بالا رض التی ھاجر منھا و اشتد مرضہ حتی اشفی (ای اشرف علی الموت) فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعودہ ولم یکن سعد الابنت فقال

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی بمالی کلہ قال لا الی ان قال الثلث الثلث (وھو حدیث مشھور) ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلک تخلف ای تعیش حتی ینتفع بک اقوام وستفربک آخرون (اخرجہ الشیخان)

۳) رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ فرمایا کہ تم میرے بعد زندہ رہو گے تم سے قومیں نفع اٹھائیں گی اور بہت سے لوگ نقصان پائیں گے اصل واقعہ یوں ہوا کہ حضرت سعد مکہ میں بیمار ہوئے اور چاہتے کہ وہ یہاں وفات نہ پائیں لیکن مرض بڑھتا گیا اور موت سرہانے آکر کھڑی ہو گئی اچانک حضور سرور عالم ﷺ تشریف لائے عیادت (طبع پرسی) کے بعد عرض کی (آپ کی صرف ایک لڑکی تھی) یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے تمام مال کے بارے میں کچھ وصیت کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا صرف تہائی کی وصیت کر سکتے ہو۔ یہ مشہور حدیث ہے پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا اے سعد تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تم سے بہت سے لوگ نفع پائیں گے اور بہت سے لوگوں کہ تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا۔

﴿ فائدہ ﴾

اس مرض سے اللہ تعالیٰ نے انھیں شفاء بخشی اور انکے ہاتھوں عراق فتح ہوا انکے صدقے بیشمار لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی بیشمار کفار کو مار بھگایا اور بہتوں کو قید کیا اور سرکار مدینہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کو اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا کہ حضرت سعدؓ

اس کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔

﴿ انتباہ ﴾

باوجودیکہ صحابہ کرامؓ موت کے منہ میں ہوتے لیکن جب حضور سرورِ عالم ﷺ فرماتے کہ تم نہیں مرو گے بلکہ بعد کو عرصہ تک زندہ رہو گے تو وہ حضرات موت کو کچھ نہ سمجھتے وہی عقیدہ رکھتے کہ ہم بعد زندہ رہیں گے کیونکہ جو کچھ غیب جاننے والے رسول ﷺ نے بتایا وہی ہوگا۔

﴿عقیدہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ﴾

عن عبدالعزیز الزهری عن عومته موسیٰ و عمران و اسماعیل قالو ارسل رسول الله صلی الله علیه وسلم عبدالرحمٰن بن عوف فی سرته الی کلب بدومته و قال عسی الله ان یفتح علی یدك فان فتح علی یدیك فتزو ج نبت ملکهم فسار حتی قدم ممکث ثلثته ایام یدعو هم الی الاسلام فا سلم اصبغ ابن عمر و الکلبی و کان نصر انیا و کان ر اسهم فا سلم معه ناس کثیر من قومه و اقام من اقام علی عطاء جزیه و تزوج عبدالرحمٰن بنت الاصبغ و قدم بها المدینته

(اخرجہ الوقدی الزبیر بن بکار)

ترجمہ: حضور پاک ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ایک سریہ میں کلب قبیلہ کیطرف بھیج کر فرمایا تمہیں اللہ فتح دے گا فتح کے بعد تم وہاں کے سردار کی لڑکی سے شادی کرنا یہ ہدایت پا کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چل پڑے وہاں تین دن قیام کر کے دعوت اسلام دی اس پر اصبغ بن عمرو الکلبی مسلمان ہوا وہ پہلے نصرانی تھا اور اس علاقہ کا سردار تھا اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا حضرت عبدالرحمٰن نے اصبغ کی لڑکی سے نکاح کیا اور اسے مدینہ پاک میں لے آئے۔

﴿ فائدہ ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے ہاتھ فتح اور پھر ان کے نکاح کی خبر علوم مافی الغد کی واضح دلیل ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف کے عقیدہ کی عملی تائید بھی ہوئی چنانچہ اس علاقہ کے سردار کی لڑکی سے نکاح کیا اور اسے مدینہ پاک میں لے آئے

﴿غزوہ موتہ کے متعلق صحابہ کے عقائد﴾

عن عمر بن الحکیم عن ربیہ قال ابی النعمان بن رھطی الیھودی فوقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع الناس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ امیر الناس فان قتل زید فجعفر بن ابی طالب فان قتل جعفر فعبد اللہ بن رواحہ فان قتل عبد اللہ فلیر تض

بالمسلمون منهم رجلا فليجعلوه عليهم فقال النعمان يا ابا القاسم ان كنت نبياً فسميت من سميت قليلا او كثيرا جمعاً ان الانبياء فى بنى اسرائيل كانو كلو اذا استعملو الرجل على القوم و قالوانه اصيب فلان ففلان فان سموا مائته اصيبوا جميعا ثم جعل اليهودى يقول بزيد فلن ترجع الى محمد ابدا ان كان نبيا قال زيد فاشهدانه صادق بار (اخرجہ بیہقی وابونعیم)

ترجمہ: عمر بن الحکیم سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نعمان بن رھطی یہودی چند آدمیوں کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا زید بن حارثہ امیر لشکر ہوں گے پس اگر زید شہید کر دیئے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب اگر جعفر بھی شہید کر دیئے جائیں تو عبداللہ ابن رواحہ اگر عبداللہ بھی شہید کر دیئے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے جسے پسند کریں اسے امیر لشکر بنالیں۔ نعمان نے کہا اے ابوالقاسم! اگر آپ نبی ہیں تو تھوڑے یا زیادہ سب کے ناموں کا تعین کر دیجئے بے شک انبیاء بنی اسرائیل جب کسی قوم پر کسی آدمی کو مقرر فرماتے تو یہ بھی کہتے اگر فلاں شہید ہو جائے تو پھر فلاں امیر لشکر ہوگا۔ اگر وہ سو کا نام لے لیتے تو وہ سب کے سب شہید ہو جاتے پھر وہ یہودی حضرت زید سے کہنے لگا اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی ہیں تو پھر تو ان کی طرف کبھی نہیں لوٹے گا زید کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ صادق ہیں نیکی فرمانے والے ہیں۔

﴿ فائدہ ﴾

اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں

۱. علوم مافی الغد

۲. حضور علیہ السلام کی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی علوم مافی الغد عطا ہوئے

۳. سابقہ کتب میں انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق بھی علوم مافی الغد پر موقوف تھی

۴. انبیاء علیہم السلام کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کر رہی

۵. حضرت زید کو اگرچہ یہودی نے موت کا ڈر سنایا لیکن صحابہ عقیدت اور عقیدہ کے اتنے پختہ اور مضبوط تھے کہ موت کا یقین کے باوجود بھی جان کر جان دینے چلے گئے

۶. یہودی بھی مانتے تھے کہ نبی علیہ السلام کہ علم غیب یقیناً ہے کہ جیسے اور جس طرح مستقبل کے غیبی امر کے لئے فرمائیں وہ اسی طرح ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے دور میں اسلام کے مدعی ہو کر ایسے عقیدہ کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔

﴿ نوٹ ﴾

غزوۂ موتہ کے حالات سراسر علم غیب پر مشتمل ہیں کتاب کو ضخامت سے بچانے کے لئے اس کی تفصیل قارئین کے مطالعہ پر چھوڑتا ہوں۔

﴿ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ﴾

عن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ انہ بعث ابنہ

عبد الله الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حاجته فوجد رجلا فرجع و لم یکلمه من رجل ما کان الرجل معه فلقی رسول الله صلی الله علیه وسلم العباس بعد ذلک فقال العباس ارسلت الیک ابنی فوجد عندک رجلا فلم یستطع ان یکلمک فرجع قالا ورآه قال نعم قال ذاک جبریل ولن یموت حتی یذهب بصره ویوتی علما (اخرجہ البیہقی وابونعیم)

ترجمہ: حضرت عباسؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ کوئی آدمی ہمکلام تھا اسی لئے واپس لوٹ آئے بعد میں حضرت عباس حضور علیہ السلام سے ملے اور عرض کی میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کہ آپ کی خدمت میں بھیجا لیکن آپ کسی آدمی سے مصروف بہ گفتگو تھے اسی لئے وہ بات کئے بغیر واپس آ گیا آپ نے فرمایا کہ اس نے اس مرد کو دیکھ لیا تھا عرض کی ہاں آپ نے فرمایا وہ تو جبرائیلؑ تھے اب جان لو کہ وہ نابینا ہو کر مریگا اور علم بھی بہت پائے گا.

﴿ فائدہ ﴾

حضرت ابن عباسؓ کی تمام زندگی کا پتہ دیدیا کہ وہ آئندہ چل کر نابینا ہو جائیں گے اور علم میں بھی یکتا ہوں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ جملہ علوم تفسیریہ کے آپ ہی امام الکل ہوئے اور آخری عمر میں نابینا بھی ہو گئے.

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال مرات برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی یثاب بیض وھو نیاجی دحیہ وھو جبریل وانا الا علم فلم اسلم فقال جبریل ما اشد وضح یثابہ اما ان قلت ذریتہ مسبووبعدہ لو سلم رودت علیہ فلما رجعت قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما جمعک ان تسلم رایتک لنا جی دحیہ الکلبی فکر ھتان اقطع علیکما قال اوریتہ قلت نعم قال انہ جبریل اما یزھب بصرک و یرد علیک فی موتک (اخرجہ ابونعیم)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گزرا اس وقت میں سفید لباس میں ملبوس تھا آپ وحیہ کلبی (صحابی) سے گفتگو فرما رہے تھے حالانکہ وہ جبرائیل علیہ السلام جو وحیہ کلبی کی شکل میں تھے لیکن مجھے معلوم نہ تھا اسی وجہ سے میں نے السلام علیکم بھی نہ کہا جبرائیلؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا خوب لباس ہے۔ لیکن یہ کہتا ہوں کہ اس کے بعد اس کی اولاد سرداری کرے گی (خلافت پائے گی) ہاں اگر یہ السلام علیکم کہتا تو میں اس کا جواب دیتا رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو نے سلام کیوں نہ کہا میں نے عرض کی آپ وحیہ کلبی سے باہم گفتگو تھے اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں قطع کلام کروں آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھ لیا تھا میں نے کہا ہاں فرمایا وہ تو جبرائیل علیہ السلام تھے اس کے دیکھنے سے تیری آنکھیں چلی

جائیں گی ہاں تیری موت کے وقت واپس آجائیں گی۔

﴿ فائدہ ﴾

حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباسؓ کا انتقال ہوا اور ان کو تختہ پر لٹایا گیا تو ایک سفید پرندہ آپ کے کفن میں داخل ہوا تو پھر واپس نہ لوٹا حضرت عکرمہؓ نے فرمایا یہ وہی خوشخبری ہے جو حضور سرور عالم ﷺ نے سنائی کہ موت کے وقت تیری آنکھیں واپس لوٹائی جائیں گی۔ دیکھئے صحابہ کرامؓ اور تابعین کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے علم الغد پر کتنا یقین تھا کہ سفید پرندے کو آنکھوں کی واپسی پر محمول کررہے ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے جیسے فرمایا ویسے ہونا تھا۔

﴿ حضرت ابن عباسؓ کا عقیدہ اور انکا اپنا بیان ﴾

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حدثنی انه سیذهب بصری فقد ذهب و حدثنی انی ماغرق و قدغرقت فی بحیرۃ طبریه و حدثنی انی ساهاجر من بعد فتنه اللهم اشهدك ان هجرتی الیوم الی محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنهما (اخرجہ ابونعیم)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا کہ تیری آنکھیں چلی جائیں گی چنانچہ وہ چلی گئیں اور مجھے فرمایا تو پانی میں غرق ہوگا چنانچہ بطریہ جھیل میں میں ڈوب

گیا تھا اور مجھے فرمایا کہ تو ایک فتنہ کے بعد ہجرت کرو گے اے اللہ تو گواہ ہے میں فتنہ کے خطرہ سے محمد بن علی ابن ابی طالبؓ کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں۔

﴿فائدہ﴾

حضرت ابن عباسؓ کو حضور سرور عالم ﷺ نے تین غیبی باتیں بتائیں اور وہ تینوں پوری ہوئیں تو اظہار عقیدت کے طور پر انہیں بیان کر دیا۔

تین باتیں کیا تھیں:

۱. بینائی چلی جائے گی چنانچہ ابن عباسؓ نابینا ہو گئے جیسا کہ اوپر مذکور ہے

۲. طبریہ جھیل میں ڈوبنا بھی ہوا

۳. ہجرت بھی کی

﴿نوٹ﴾

حضرت ابن عباسؓ کے ان واقعات و دیگر حالات انکی سوانح عمری میں پڑھیے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے

﴿عقیدہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ﴾

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس لوٹے تو ہم نے ایک جگہ شب باشی کی فرمایا کون ہے جو آج ہم پر پہرہ دے گا میں نے عرض کی غلام حاضر ہے آپ نے فرمایا تو سو جائے گا پھر فرمایا ہم پر کون پہرہ دے گا میں نے خود کو پیش کیا مجھے پہرہ کی

اجازت مل گئی ساری رات پہرہ دیتا رہا لیکن جونہی صبح ہوئی مجھے نیند نے گھیر لیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اسوقت سو گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ چاہتا تو تمہیں نیند نہ آتی لیکن نہیں چاہا تا کہ آنے والے لوگوں کے لئے طریقہ میسر ہو پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا آئندہ میری امت کو ایسا کرنا ہوگا کہ نیند آجائے تو نماز قضا پڑھ لیں پھر لوگ اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے سب کی سواریاں مل گئیں سوائے حضور علیہ السلام کی سواری کے آپ نے فرمایا ادھر جاؤ وہاں ملے گی میں گیا تو اس کی باگ ٹہنی سے سے اٹکی ہوئی تھی (اخرجہ البیہقی)۔

﴿ فائدہ ﴾

علم ما فی الغد کے علاوہ حضرت ابن مسعود کا عقیدہ دیکھئے کہ فرمایا مجھے نیند صرف اس لئے آئی کہ حضور علیہ السلام نے فرمادیا تھا ورنہ ممکن ہی نہ تھا کہ مجھے نیند آتی اس سے اختیار نبوی کا ثبوت بھی ملا اور صحابی کا عقیدہ بھی۔ اس سے تیسرا مسئلہ حل ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کا عمل حکمت ایزدی پر مبنی ہوتا ہے اس سے اگر کوئی عمل خلاف سرزد ہو تو اس میں امت کی مشکلیں حل ہوتی ہیں جیسے حضور علیہ السلام کی نماز قضا کرنے سے تمام امت کی مشکل حل ہوئی کہ ان سے خطاء نماز قضا ہو قیامت میں پرسش نہ ہوگی یہ چوتھا مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام امت کی مشکلیں بھی حل کرتے ہیں پانچواں مسئلہ یوں حل ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اونٹنی عوام کی نظروں سے اوجھل تھی لیکن آپ اسے دیکھ رہے تھے یہی عقائد صحابہ کی وراثت میں اہلسنت کو نصیب ہیں (الحمد اللہ علی ذالک)

﴿ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ﴾

کفار مکہ نے عمار اور ان کے والد یاسر اور ان کی ماں سمیہ اور حضرت صہیب اور حضرت بلال اور جناب سالمؓ کو گرفتار کر کے سخت سے سخت اذیتیں دیں تا کہ یہ لوگ دین اسلام سے ہٹ کر کفر میں داخل ہوں عمار کے والدین نے انکار کر دیا کفار نے بی بی سمیہ کو دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر خوب چابک مارے یہانتک کہ بی بی صاحبہ کی فرج میں حربہ گھونپ کر کہا کہ تو مسلمان مردوں کے عشق کی وجہ سے مسلمان ہوئی تھی اب اس کا مزہ چکھ لے بی بی صاحبہ نے استقامت نہ چھوڑی یہاں تک کہ شہید ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت یاسرؓ کو بھی شہید کر دیا گیا

﴿ فائدہ ﴾

یہی دونوں میاں بیوی پہلے اسلامی شہید ہیں اور چونکہ حضرت عمارؓ ضعیف البدن اور نہایت کمزور تھے اسی لئے وہ کافروں کے عذاب وتکالیف برداشت نہ کر سکے اسی لئے زبان پر کلمہ کفر جاری کیا اور کافروں کے بتوں کو بھلائی سے یاد کیا۔

﴿ علم غیب نبی ﷺ ﴾

حضرت عمارؓ کے اس اجرائے کفر پر صحابہ کرامؓ نے کہنا شروع کر دیا کہ عمار کافر ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا **کلا ان عمارا ملئی ایمانا من قرنہ الی قدمہ واختلط الایمان بلحمہ ودمہ** " بیشک عمار سراپا ایمان سے لبریز ہے

بیشک اس کے رگ و ریشہ میں ایمان ہی ایمان ہے"۔

اسکے بعد حضرت عمارؓ روتے ہوئے حضور سرور عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ اپنے عاشق زار کے آنسو پونچھتے ہوئے فرمانے لگے کیا ہوا۔ اگر تیرے سے بار بار وہی کلمہ کہلوائیں تو تم کہتے جاؤ۔ تیرے ایمان میں کسی قسم کا خلل نہیں پڑتا

﴿ مسئلہ ﴾

اس سے معلوم ہوا کہ اکراہ و اجبار کے وقت مجبور مکرہ کو کلمہ کفر بولنا جائز ہے اگر چہ افضل یہی ہے کہ کلمہ کفر بولنے سے اجتناب کر کے دکھ درد اور قتل پر صبر کیا جائے جیسے حضرت عمار کے والدینؓ نے کیا

﴿ مسیلمۃ الکذاب اور دو مسلمان ﴾

مروی ہے کہ مسیلمۃ الکذاب نے دو مسلمانوں کو گرفتار کر کے ایک سے پوچھا کہ تیرا (حضرت) محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے متعلق کیا عقیدہ ہے اس نے کہا وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر اپنے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ تو بھی اس سے اپنی مرضی کا جواب سن کر اسے چھوڑ دیا اس کے بعد دوسرے سے سوال کیا کہ تیرا (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ اس نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اس نے اپنے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ اس سے میں بہرہ ہوں یعنی تیرے متعلق کچھ سننا بھی گوارہ نہیں تین بار سوال ہوا ہر بار اس نے یہی جواب دیا مسیلمۃ الکذاب نے اس سے اپنی مرضی کا جواب نہ پا کر اسے شہید کر دیا۔ حضور

سرور عالم ﷺ کو ان دونوں کا ماجرا سنایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے نے تو رخصت پر عمل کیا اور دوسرے نے حق پر جان دیدی۔ اسے صد مبارک

﴿ نکتہ ﴾

یہ افضل الجہاد اس لئے ہے کہ کسی دشمن دین سے لڑنے میں موت وحیات ہر دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ لیکن ظالم بادشاہ کو حق کہتے وقت جان ہتھیلی پہ رکھنی پڑتی ہے اور اس میں موت کا یقین ہوتا ہے اسی لئے کہ جو بھی بادشاہ کو کلمہ حق اور امر بالمعروف کہے گا تو گویا وہ اپنے منہ اپنی موت خود مانگ رہا ہے اسی لئے یہ افضل الجہاد ہے کہ اسمیں موت کا خوف غالب ہے

﴿ حضرت عمار کا عقیدہ ﴾

۱۔ عن ام سلمہ وقتادہ رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلك الفتنہ الباغیتہ (اخرجہ الشیخان)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

﴿ فائدہ ﴾

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ اور حضرت عمارؓ کی تمام زندگی اور پھر ان کی موت کا پتہ دیدیا چنانچہ انکی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔ ان کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو۔

۲۔ عن مولاۃ لعمار رضی اللہ عنہما قالت اشتکی عمار شکوٰی

فغشی علیه فافاق ونحن فبکی حوله فقال اتخشون ان اموت علی فراشی اخبرنی حبیبی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انه تقلتنی الفتنه الباغیته و ان آخر ادمی من الدنیا مذقه لبن (اخرجه البیہقی وابونعیم)

ترجمہ: حضرت عمارؓ کی کنیز فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی آپ نے افاقہ پاکر ہمیں اپنے گرد روتا دیکھ کر فرمایا کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں گھر میں بستر پر مرونگا ایسا ہرگز نہیں۔ مجھے میرے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور تیرا آخری گھونٹ دودھ ہوگا۔

۳. حضور علیہ السلام نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے فرمایا تھا کہ تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی چنانچہ حضرت عمارؓ کہ حضور اکرم ﷺ کی اس پیش گوئی پر اتنا یقین تھا کہ ایک بار آپ بیمار ہوگئے۔آپ کی بیوی آپ کی حالت دیکھ کر رونے لگیں۔ حضرت عمارؓ نے فرمایا غم مت کر میں اس بیماری میں وفات نہیں پاؤں گا۔ کیونکہ

فَاِنَّ حَبِیْبِیْ اَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ تَقْتُلُنِیْ الفتنۃُ الْبَاغِیَۃُ وَاِنَّ آخِرَ اِدَام مِنَ الدنیا مذقته لبن۔ (بخاری، حجۃ اللہ ص ۴۷۴)

ترجمہ: میرے حبیب حضور علیہ السلام نے مجھے خبر دی تھی کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور اس دنیا میں آخری وقت میں جو چیز پیوں گا وہ دودھ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب باغی جماعت نے صفین کے جھگڑے میں عمار کو پکڑا تو ان کے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ نے پیا اور پھر مسکرائے۔ کسی نے سبب مسکراہٹ پوچھا تو عمار نے کہا۔ دیکھو حضور کی اطلاع کے مطابق مجھے دودھ پلایا جا رہا ہے۔ پھر آپ کو شہید کر دیا گیا۔ (حاکم)

﴿ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ ﴾

بی بی خدیجہ الکبریٰؓ نے رسول اکرم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا **قد رأیتہ فرایت علیہ ثیاب بیاض**

(ترجمہ) میں نے اسے دیکھا اس پر سپید کپڑے ہیں (البدایہ والنہایہ)

﴿ فوائد و عقائد ﴾

۱. امور آخرت غیب سے متعلق ہیں بی بی خدیجہ کا سوال بتاتا ہے کہ آپ کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم عطا ہوا ہے

۲. آپکا یہ عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام کو ہر ایک کے خاتمہ کا علم ہے تبھی تو ورقہؓ کے انجام کا سوال کیا

۳. حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سوال کے جواب میں تفصیل بتانا ثابت کرتا ہے کہ آپ کے بارے میں عقیدہ علم غیب رکھنا عین اسلام ہے ورنہ آپ بی بی کو منع فرماتے کہ ورقہ عالم برزخ میں ہے اسکے متعلق کیوں پوچھتی ہو وہ تو غیب سے متعلق ہے لیکن اسکے برعکس آپ نے سوال سن کر ورقہ کی حقیقت حال واضح فرمادی یہی علم غیب ہے۔

﴿عقیدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا﴾

حضور سید المرسلین ﷺ کے شہزادے حضرت قاسمؓ کا ایام رضاعت میں ہی وصال ہو گیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو اپنے نور نظر لخت جگر کا بڑا غم ہوا اور ایک دن بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا کہ رب تعالیٰ میرے فرزند حضرت قاسمؓ کو اتنی دیر بخش دیتا کہ ان کے ایام رضاعت پورے ہو جاتے۔ یہ غمزدہ بات سن کر محبوب رب اکبر ﷺ نے فرمایا کہ اے خدیجہ! تیرے بیٹے کے ایام رضاعت جنت میں پورے ہوں گے۔ حضرت خدیجہ نے وہی کلمات دہرائے تو اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے خدیجہ! اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں، پھر تم اپنے فرزند کی آواز جنت میں سے زمین پر سن لو۔ اس جناب خدیجہ الکبریٰ نے عرض کیا "**صَدَقَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ**" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۸)

﴿فائدہ﴾

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جنت آقا و مولیٰ ﷺ کے پیش نظر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس غیبی خبر کو سن کر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بغیر دیکھے اور آواز سنے اس کی تائید و تصدیق کر دی۔ یہی عقیدہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اہلسنت کے نصیب میں ہے۔

﴿ عقیدۂ حسان رضی اللہ عنہ ﴾

نبی یری مالایری الناس حوله ویتلو کتاب الله فی کل شهید فان قال فی یوم مقاله غائب فتصد یقهافی ضحوة الیوم اوغدا ۔ (زرقانی ص ۲۲۹ ج ۶ مطبوعہ مصر)

(ترجمہ) اور اپنے گردو پیش نبی علیہ السلام سب کچھ دیکھتے ہیں جو اور انسان نہیں دیکھ سکتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ کتاب اللہ کی تلاوت فرماتے ہیں اگر آپ کسی دن غیب کی بات بتادیں تو آج یا کل روز روشن کی طرح اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

﴿ عقیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ﴾

سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب آیۃ تیمم نازل ہوئی تو ہمیں پتہ نہ چلا کہ تیمم کس طرح کرنا چاہیے ہم حضور علیہ السلام کے درِ دولت پر حاضر ہوئے تا کہ ہم تیمم کے متعلق سوال کریں جب حضور علیہ السلام دولت کدہ سے باہر تشریف لائے مجھے دیکھ کر میری حاجت اور سوال کو بھانپ گئے۔ اس کے بعد آپ نے پیشاب کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ انور کا مسح کیا۔ اسکے علاوہ آپ نے کوئی کام نہ کیا۔ ہم واپس آگئے اور مزید کوئی بات نہ پوچھی (شواہد النبوۃ)

﴿ فائدہ ﴾

سیدنا ابو ہریرہ جس مطلب کو لے کر آئے اسے حضور سرور عالم ﷺ نے

عملی طور بیان فرمایا اسی لئے بعد ازاں سوال کئے بغیر چلے گئے یہی ان کے عقیدہ کا اظہار ہے۔

مزید تفصیل سوانح عمری ابو ہریرہ مرتبہ اویسی غفرلہ کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿عقیدہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ﴾

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اس وقت کسی تکلیف کی وجہ سے خون مبارک نکلوایا تھا آپ نے فرمایا **یا عبد اللہ اذھب لھذا الدم فاھرقہ حیث لا یراک احد** اے عبد اللہ اسے (خون مبارک کو) ایسی جگہ پر ڈال دے جہاں تجھے کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔

حضرت عبد اللہؓ نے خون مبارک لے کر تنہائی میں پی لیا واپس حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عبد اللہ خون کا کیا بنا۔ عرض کی حضور! میں نے اسے ایسی جگہ چھپا دیا جسے اب میں خود بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس سے میری مراد تھی کہ آپ سمجھیں گے کہ لوگوں سے اوجھل ہو گیا لیکن آپ نے فرمایا، **شربت الدم**، تو نے خون مبارک پی لیا ہے۔ عرض کی ہاں، فرمایا **ویل للناس منک وویل لک من الناس** (اعلام النبوۃ مطبوعہ بیروت) تجھ سے لوگوں اور لوگوں سے تجھے خرابی ہو۔

﴿فائدہ﴾

حضرت ابن زبیر کو یہ جملہ اس لئے ارشاد فرمایا کہ خون مبارک کی قوت سے وہ اتنی زبردست طاقت کے مالک بن گئے کہ آپ کا مقابلہ مشکل تھا۔ مزید تفصیل ان کے

حالات ☆الاستیعاب اور الاصابہ☆ میں پڑھیے۔

﴿عقیدہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ﴾

حضرت جابر بن عبداللہ بیمار تھے تو رسول کریم ﷺ مع حضرت صدیق اکبرؓ کے عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت جابرؓ بے ہوش تھے، حضورؐ نے وضو کر کے آب وضوان پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جابر میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے:

"لا اراك میتامن و جعك هذا"

میں تیری موت اس بیماری میں نہیں دیکھتا

یعنی تم اس بیماری میں نہیں مرو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انکے عقیدہ کا اظہار انکی اپنی بقایا زندگی ہے۔ مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿شاہ فارس کسریٰ کی کہانی رسول اللہ ﷺ کی زبانی﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) بَعَثَ بِكِتَابِهٖ رَجُلًا وَ اَمَرَهٗ اَنْ یَّدْفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ الْبَحْرَیْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِیْمُ الْبَحْرَیْنِ اِلٰی كِسْرٰی فَلَمَّا قَرَاَهٗ مَزَّقَهٗ قَالَ فَدَعَا عَلَیْهِمْ

رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اَنْ یُّمَزَّقُوْا کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: بخاری کے باب علم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کے ہاتھ اپنا خط عظیم بحرین کے دینے کو بھیجا۔ عظیم بحرین نے وہ خط، کسریٰ کو دیدیا۔ جب کسریٰ نے اس کو پڑھا۔ تو پارہ پارہ کردیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان سب پر دعا کی۔ کہ وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں آپ کی دعا قبول ہوئی۔

﴿فوائد و عقائد﴾

۱. یہ صرف دعا نہیں بلکہ علم غیب کا اظہار بھی تھا۔ جیسا کہ واقعات بتاتے ہیں۔

۲. شاہ کسریٰ کو جب آپ کا خط پہنچا تو اپنے کیفر کردار سے غافل شاہ فارس کے غرور نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کو پھاڑ کر صبر نہ کیا۔ بلکہ اپنے صوبہ شاہ یمن کو حکم دیا کہ بہت جلد دو سپاہی بھیج کر اس نبوت کے مدّعی کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دے یا زندہ گرفتار کر کے یہاں روانہ کردے۔

۳. یہ آرڈر اس وقت کہا جب حضور علیہ السلام نے بادشاہوں کو خطوط لکھے۔ تو ایک فرمان کسریٰ شاہ فارس کو بھی لکھا۔ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دعوت اسلام دی تھی۔ اس بدبخت نے حضرت محمد ﷺ کے نامہ مُبارک کو پڑھ کر غصے سے پرزے پرزے کردیا یہ نامہ مبارک کیا چاک کیا۔ گویا اس نے اپنی جان وتن کو چاک کیا۔

﴿ہوا وہی جو آپ ﷺ نے فرمایا﴾

اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ ''نشان قدرت'' میں عرض کردی ہے۔ اجمالی

خا کہ ملاحظہ ہو۔امام بیہقی نے بروایت عبدالرحمٰن بن عبدالباری بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔مَزَّقَ کِسْرٰیٰ مُلْکَہٗ کسریٰ نے اپنی سلطنت کو چاک کر ڈالا۔صفحہ امان پر تلاش کرو کہ جب سے آخری کسریٰ خلیفہ ارشد، عثمان ذالنورینؓ کے لشکر سے ہلاک کیا گیا، اُس کے بعد کوئی کسریٰ بھی ہوا؟ پارسی قوم میں حکومت یا سلطنت کا نام ونشان بھی کہیں پایا جاتا ہے؟ خسرو کا انجام بہت ہی حسرت ناک ہوا۔اُس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں ''شیریں'' پر عاشق ہو گیا۔باپ کو رشک ورقابت میں خنجر سے ہلاک کر دیا.

﴿حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

یوں تو حضور خاتم النبین سید المرسلین ﷺ کے فیض ومحبت سے مستفیض ہونے والوں میں ہر صحابی اسلام کا جانباز سپاہی اور خدا کی راہ کا بے مثال مجاہد وغازی تھا۔اور تاریخ دیر نے ایسے بکثرت اصحاب کے واقعات زندگی کو قلم بند کیا ہے لیکن بعض ایسی مبارک ہستیاں بھی ہیں۔جن کے حالات عامۃ المسلمین کو ہنوز نہیں معلوم۔منجملہ اُن حضرات کے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔کتب احادیث میں آپ کے واقعات کو شرح وسبط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ان کے عقائد سے پہلے انکا مختصر تعارف اور فضائل وکمالات کا ذکر ضروری ہے تا کہ عوام اہل اسلام کو ان کے عقائد ومعمولات کے مطابق مزید عقیدت میں پختگی نصیب ہو۔

﴿تعارف﴾

حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اکوع کے بیٹے، عرب کے مشہور شاعر

حضرت عامر بن اکوع کے بھائی بھتیجے تھے۔خود بھی شعر کہتے تھے۔فطرتاً سپہ گری کا شوق تھا۔تیر اندازی میں یگانہ عصر تھے۔آپ کا تیر کبھی نشانے سے خطا نہ ہوتا تھا۔آنکھ بند کر کے اگر تیر چلاتے تو نشانے پر ہی پہنچتا تھا۔بڑے چابک دست سوار تھے،لیکن میدان جہاد میں سوار ہو کر شاذ ہی کبھی لڑنے کا قصد کیا ہو۔پیدل لڑنا آپ کے فنِ سپہ گری کا اعلیٰ کمال تھا۔سرزمین عرب میں آپ سے تیز بھاگنے والا کوئی نہ تھا۔ننگے پاؤں بھاگنے میں بسا اوقات سواری سے آگے نکل جاتے تھے۔مقابلہ کے وقت نہایت بے جگری اور انتہائی دلیری کے ساتھ لڑتے تھے۔پچاس پچاس،سو،سو مخالفین کے گروہ میں شیر نراں کی طرح گھس جاتے،میلوں تک دشمنوں کے تعاقب میں اکیلے بڑھتے چلے جاتے تھے جس مہم پر مامور ہوتے،اس کو بغیر سر کیئے واپس نہ ہوتے۔بکثرت غزوات میں حضور رسول علیہ السلام کی رکاب سعادت انتساب کے ہمراہ رہنے کا شرف پایا بکثرت احادیث آپ سے مروی ہیں۔

﴿حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خیبر میں﴾

اسی غزوہ میں آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔آپ کے بھائی حضرت سلمہؓ راوی کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے رات کے وقت سفر ہو رہا تھا۔عامر میرے بھائی سے ایک صحابی نے کہا یہ رات کا وقت اور یہ خاموشی۔شاعر کی زبان تو ایسی خاموشی میں کبھی ساکت نہیں رہتی۔تازہ کلام نہ سہی تو کم از کم یادداشت سے کام لیا جائے۔بہرحال

وقت گزاری کے لئے عامر کچھ تو گنگناؤ، یہ فرمائش شاعر کے ذہن رسا کے لئے گویا سمند ناز پر تازیانہ ہوا۔ چنانچہ عامر نے رجز کا وہ مبارک ترانہ گنگنانا شروع کر دیا۔ جو بعد کو تاریخ اسلام کا بیش بہا مشہور رجز بن گیا صرف پہلا شعر تبرکاً درج کیا جاتا ہے۔

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

یا اللہ تیری قسم اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم زکوٰۃ ادا کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے

ادھر حضرت عامر اپنی میانہ روش کے ساتھ حدی خوانی میں مصروف چلے جا رہے تھے ادھر رات کے سناٹے میں یہ آواز حضور ﷺ کے گوش مبارک تک پہنچ جاتی ہے ارشاد فرمایا جاتا ہے یہ اپنی رجز خوانی کے ساتھ کون سواریوں کو چلا رہا ہے، اصحاب نے عرض کی حضور ﷺ عامر ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے

﴿ ضابطہ عقیدہ ﴾

جس وقت حضور ﷺ اچانک اپنے کسی صحابی کے لئے یہ لفظ ارشاد فرما دیتے تھے تو صحابہ کرام کی متفقہ رائے یہ تھی کہ مخاطب کی دعا کا ضرور عروسِ شہادت سے ہم کنار ہو جاتا تھا۔

﴿ واجب شہادت ﴾

چنانچہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جن صحابی نے یہ فقرات سنے انہوں نے عرض کیا۔ شہادت عامر کے حق میں واجب ہو گئی، پھر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کو اس سے (عامر سے) فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا۔

راوی حدیث یعنی سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر پہنچ کر (قلعہ) خیبر کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ہم کو بھوک سے بہت تکلیف ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خیبر پر تم کو فتح مرحمت فرمائی۔ جب جنگ کے لیے صفوں کو مرتب کر لیا۔ تو عامرؓ نے اپنی تلوار ایک یہودی پر چلائی تلوار چھوٹی تھی۔ یہودی کی پنڈلی تک تلوار نہ پہنچ سکی اور تلوار کی نوک پلٹ کر خود عامرؓ کے رانوں پر پڑی اس زخم کے صدمہ سے عامر جاں بحق ہو گئے۔ پھر جب لشکر خیبر سے واپس ہوا تو رستے میں حضور ﷺ نے مجھے خاموش پا کر دریافت کیا سلمہؓ تم کو کیا ہوا (کیوں چپ چاپ ہو) میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان لوگ کہتے ہیں کہ (میرے بھائی) عامرؓ کا عمل بیکار گیا۔ حضورؐ نے پوچھا کون کہتا ہے میں نے عرض کی فلاں فلاں صحابی اور اسید بن حضیر انصاری ایسا کہتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا جو اشخاص ایسا کہتے ہیں غلط ہیں اس کے بعد حضور ﷺ نے دو انگلیاں اٹھا کر فرمایا عامر کے لئے دو اجر ہیں راہ حق میں اطاعت کا بھی ساعی تھا مجاہد اور مجاہد بھی عربوں میں بہت کم لوگ ہیں جو اس طریقہ پر چلتے ہیں۔ حضرت سلمہؓ کی دوسری روایت خیبر کی فتح کے متعلق یہ ہے کہ ہم حضورؐ کے ساتھ خیبر کو روانہ ہوئے عامرؓ رستہ میں رجز مذکور بالا پڑھتے جا رہے تھے حضور ﷺ نے جب رجز کے اشعار کو سنا تو پوچھا کون پڑھ رہا ہے عامرؓ نے عرض کیا میں ہوں، عامرؓ! حضورؐ نے فرمایا خدا تمہاری مغفرت فرمائے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ جس شخص کے لئے دعا مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ وہ ضرور شہید ہوتا تھا۔ حضورؐ کی دعا مغفرت سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے جو اپنے اونٹ پر تھے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کاش ہم کو عامرؓ کی

زندگی سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا.

﴿عقائد و فوائد﴾

۱. اچھے اشعار (اسی میں نعت رسول ﷺ بھی شامل ہے) کو بدعت کہنے والے خود بدعتی ہیں

۲. حضور علیہ السلام کو علم غیب ہے کہ قبل از وقت شہید کی شہادت کی خبر دیتے ہیں

۳. اختیار کل بھی حضور علیہ السلام کو حاصل ہے کہ آپؐ نے جو فرمایا وہی ہوا

۴. ہر ایک کے اعمال کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول و عدم کا آپ ﷺ کو علم ہے تبھی تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو غم و حزن کے ازالہ پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عامر رضی اللہ عنہ دوگنا اجر کی خوشخبری سنادی۔

۵. سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا عرض کہ کاش ہم کو عامر کی زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا کیسا پیارا عقیدہ ہے

﴿یہودیت سے صحابیت﴾

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا اور چرواہے کے ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے گیا چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور بکری کو اس سے چھین لیا۔ ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور وہاں اپنی وضع پر بیٹھ کر کہا۔ میں نے اپنے رزق کا ارادہ کیا تھا جو مجھ کو خدا نے دیا۔ میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم ایسی عجیب بات میں نے کبھی نہیں دیکھی جو آج کے دن دیکھی کہ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب اس شخص کا حال ہے جو درختوں میں ہے۔ وہ کھجور کے درخت جو دو نخلستانوں کے درمیان واقع ہیں وہ شخص گذری ہوئی باتوں کی خبریں دیتا ہے۔

اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں بتاتا ہے۔ **یخبر کم بما مضی وبما ھو کائن بعد کم** ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا بھیڑیے سے یہ بات سن کر مسلمان ہو گیا۔ اور رسول ﷺ نے اس بات کو درست تسلیم لیا۔ (مشکوۃ باب المعجزات)

﴿فوائد﴾

کیسے خوش قسمت تھے وہ لوگ جو حضور ﷺ کے علم غیب پر ایمان لا کر مسلمان ہو گئے اور آج کل کے حالات کس قدر بگڑ گئے ہیں کہ امتی ہونے کے باوجود حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کر رہے ہیں۔ نہ صرف انکار بلکہ ماننے والوں کو کافر ومشرک کہتے ہیں۔

۲۔ یہ روایت صحیح تو ہے اسے احمد وابن سعد وبزاز وحاکم وبیہقی وابونعیم جیسے جلیل القدر محدثین نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے۔

﴿بدری صحابہؓ کا عقیدہ﴾

بدر کے واقعہ سے ایک دن کے پہلے سرکار دو عالم ﷺ میدان جنگ کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر فرمایا دیکھو کل ابوجہل یہاں مرے گا۔ عتبہ اس جگہ قتل ہوگا۔ اور فلاں فلاں کافر یہاں یہاں قتل ہو کر گریں گے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں واقعی دوسرے دن جب جنگ ختم ہوئی تو **مقامات وما تجاوز احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ہم نے ان کفار کو وہیں مرے پایا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن پہلے اپنے دست مبارک سے

نشان بتایا تھا۔(بخاری وغیرہ)

﴿فائدہ﴾

عقیدہ واضح ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں

﴿سیدنا عباسؓ کا عقیدہ﴾

جنگ بدر ختم ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کفار گرفتار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے تو فیصلہ کیا گیا۔ کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں۔ چنانچہ کفار فدیہ دے کر آزاد ہوتے گئے۔ حضرت عباسؓ سامنے آئے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے فرمایا چچا تم بھی فدیہ لاؤ تا کہ چھوڑ دیئے جاؤ عرض کی حضور میرے پاس مال نہیں ہے۔ کہ پیش کروں فرمایا۔ کچھ تو دینا ہی پڑے گا۔ عرض کی حضور دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ جب تیسری بار بھی یہی جواب ملا تو غیب کے جاننے والے نے فرمایا چچا وہ مال پیش کرو جو لڑائی پر آنے سے پہلے اُم الفضل (اپنی بیوی) کو دے آئے تھے اور کہہ آئے تھے کہ اے ام الفضل اسے فلاں جگہ دفن کر دو اگر میں بخیات لوٹا تو لے لوں گا۔ ورنہ بچوں پر صرف کر لینا۔ یہ سنتے ہی حضرت عباسؓ کے دل کی دنیا بدل گئی۔

حفیظ جالندھری نے کہا۔

یہ سن کر حضرت عباسؓ پر رعشہ ہوا طاری
کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبرداری

اور ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے مشرف باسلام کیجئے۔ بخدا جب ہم گھر پر مشورہ کررہے تھے۔ تو وہاں میرے اور میری بیوی کے سوا تیسرا کوئی موجود نہ تھا۔ آپ نبی برحق ہیں (تفسیر مدارک وغیرہ)

﴿ فائدہ ﴾

گھریلو اور اندرونی معاملہ تھا جسے رسول اکرم ﷺ نے من وعن بتادیا اسی کو علم غیب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس پر حضرت عباسؓ نے مشاہد کرکے دولت اسلام پائی۔

﴿ عقیدہ فضالہ ﴾

حدیث میں ہے۔

عن فضالته ابن عمر وقال اردت قتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح وھو یطوف بالبیت فلما دنوت منه قال افضالته قلت نعم قال ماکنت تحدث به نفسک قلت لا شی فضحک واستغفرلی و وضع یده علی صدری فسکن قلبی فواللہ مار فقها حتی ما خلق اللہ شنیاً احب الی منه (شفا شریف)

ترجمہ: فضالہ ابن عمرو سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جس سال مکہ فتح ہوا میں نے حضور ﷺ کو طواف کرنے کی حالت میں قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ بس جب حضور کے قریب ہوا تو آپؐ نے فرمایا فضالہ ہے میں نے کہاں ہاں۔ فرمایا تو اپنے دل میں باتیں کررہا تھا۔ (یعنی کیا سوچ رہا

تھا) میں نے کہا کچھ نہیں تو آپ یہ سن کر مسکرائے اور میرے لئے دعائے مغفرت کی اور اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا (جس سے) میرے دل کو سکون ہو گیا۔ اور خدا کی قسم ابھی آپ نے اپنا دست مبارک اٹھایا نہ تھا۔ کہ مخلوق خدا میں مجھ کو آپ سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ معلوم ہوئی۔

﴿ راجز اسلمی کا عقیدہ ﴾

اُم المومنین حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات سرکار دو عالم ﷺ نماز تہجد کے لئے وضو فرما رہے تھے کہ خلاف عادت تین مرتبہ فرمایا لبیک لبیک لبیک۔ نصرت، نصرت، نصرت میں نے عرض کی حضور آپ ﷺ کس کی مدد فرما رہے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ میرا ایک صحابی عمرو بن سالم راجز مکہ سے مدینہ منورہ آ رہا ہے اور اُسے دشمن نے گھیر لیا ہے۔ اور وہ مجھے مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی مدد فرما کر اُسے بچا لیا ہے۔ جب عمرو بن سالم راجز نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے حضور ﷺ کی امداد کے متعلق چند اشعار آپ کے سامنے پڑھے جن میں سے ایک شعر یہ ہے۔

فانصر رسول الله نصرًا عتدا

وادع عباد الله یا توا مددا

پس تو رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیوں کہ آپ ﷺ کی مدد پر ہر وقت تیار ہے۔ اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔ (اصابہ ۲۹۷/۴ کتاب الاستعیاب ۲۴۶/۶ بیہقی)

﴿ فوائد ﴾

۱۔ یہ واقعہ تفصیلاً ہم نے ''عقیدہ صحابہ ندائے یارسول اللہ'' میں لکھا

۲۔ علم غیب

۳۔ حاضر و ناظر کا ثبوت کہ کہاں مکہ معظمہ کہاں مدینہ کے درمیان طویل فاصلہ کے علاوہ پہاڑ دراز قد حائل نہ ہوئے نگاہ نبوت تو یہی حاضر و ناظر ہے۔ پھر حضور کا فرمان لبیک میں حاضر ہوا حاضر و ناظر نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے

۴۔ دور سے حضور ﷺ کو مدد کے لیے پکارنا صحابہ کا عقیدہ تھا۔

۵۔ نعرہ یارسول اللہ ۶۔ نعت خوانی ۷۔ استمداد

۸۔ اولیا کو پکارنا اور استمداد وغیرہ وغیرہ۔

﴿ سواد بن قارب کا عقیدہ ﴾

حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ عالی میں حضرت سواد بن قارب نے حضور کو مخاطب کر کے یہ شعر عرض کیا۔

اشھد ان اللہ لا رب غیرہ

وانک مامون علی کل غائب

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور (رسول اللہ) آپ ہر غیب پر آگاہ ہیں۔

﴿ فائدہ ﴾

دیکھیے صحابی رسول اللہ تو کل علم غیب کا اقرار کر رہا ہے اور خود حضور ﷺ سنکر خاموش ہیں تو حدیث تقریری ہوئی لیکن افسوس ہے۔ وہابی دیوبندی اس مسئلہ میں نہ صرف یہ ضد ہے بلکہ چور بھی ہے۔ سیرۃ صحابہ میں اس حدیث کو نقل کر کے علی کل غائب کے بجائے کل غالب لکھ مارا اور ترجمہ میں غائب کے بجائے علم غالب لکھا اسے کہتے چوری اور سینہ زوری

﴿ انتباہ ﴾

حسب عادت کوئی اس حدیث کو ضعیف نہ کہہ دے۔ فقیر اس حدیث پاک کے ماخذ بھی عرض کر دے تا کہ سند رہے۔ اور بیمار قلوب کو ضعیف کہہ دینے کا دورہ نہ پڑے حدیث مذکور مندرج ذیل محدثین نے روایت کی ہے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ اص ۸ امام سیوطی نے فرمایا اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں۔ بیہقی برائے ابن شاہین انس سے، بن سفیان ابن عبدالرحمان سے، بخاری تاریخ میں اور لغوی و طبرانی سعید بن جبیر سے، ابن سفیان اور ابو یعلی اور حاکم اوور بیہقی اور طبرانی محمد بن کعب قرظی سے ابن ابی خیمثہ اور رویانی اور خرائطی ابو جعفر باقی سے اس حدیث کے مخرج ہیں (خصائص کبریٰ، ج ۱، صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳)

﴿ عباس و ام الفضلؓ کا عقیدہ ﴾

ام الفضل قالت مررت با النبی ﷺ فقال انک حامل بغلام فاذ اولدت فاتینی به قالت فلما ولدته اتیت به النبی

صلی اللہ علیہ وسلم فاذن فی اذنہ الیمنی و اقام فی اذنہ الیسریٰ و الباہ من ریقہ و سماہ عبداللہ و قال اذھبی بابی الخلفاء فاخبرت العباس و کان رجلا لبا سافلس ثیا بہ ثم اتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بصر بہ قام فقبل بین عینیہ قال قلت یا رسول اللہ ماشیی اخبر تنبی بہ ام الفضل قال ھوما اخبر تک ھذا ابوا لخلفا حتی یکون منھم السفاح حتی یکو ن منھم المھدی حتی یکو ن منھم من یصلی بعیسی بن مریم علیھا السلام (رواہ بیہقی، ابن عباس فی دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حدیث ام الفضل نے بیان کیا انکا نام لبابہ بنت الحارث ھلالیہ ہے یعنی حضرت عباس کی زوجہ مکرمہ فرماتی ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ تیرا حمل لڑکے کا ہے جب تو جنے تو لڑکا میرے پاس لانا تو ام الفضل نے کہا تو جب میں نے اس کو جنا تو اس مولود کو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں لائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور بائیں کان میں اقامت اور اپنی تھوک مبارک اس کو چٹایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ ابوالخلفا کو لے جا تو میں نے حضرت عباس کو اطلاع دی اور آپ صاف ستھرا لباس رکھنے والے تھے آپ فوراً لباس بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے جب حضرت عباس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے

حضرت عباس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حضرت عباس نے فرمایا میں نے عرض کی آپ نے ام الفضل کو کیا فرمایا ہے کہ مجھے خبر دیتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خبر دی کہ تیرے پیٹ میں ابوالخلفاء ہے۔

﴿ فائدہ ﴾

منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کہتے ہیں نبیؑ کو علم نہیں کہ ماں کے پیٹ کے اندر کیا ہے۔ بیٹا یا بیٹی وغیرہ اور آیت **و عندہ علم الساعتہ** الخ پڑھکر عوام کو بہکاتے ہیں اس حدیث میں نہ صرف ماں کے پیٹ کے بچے کی خبر دی بلکہ اجمالاً خلافت عباسیہ کا تمام دور بیان فرمایا دیا۔

﴿ قتادہ کا عقیدہ ﴾

سیدنا سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک رات سخت تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے قتادہؓ کو درخت خرما کی ایک چھڑی دیکر فرمایا۔ تم یہ لیکر جاؤ یہ خود بخود روشن ہو جائے گی۔ اور اس کی روشنی دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے پڑیگی۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے۔ تو ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئیگی۔ وہ شیطان ہے۔ اس سے اسکو مارنا تا کہ وہ نکل جائے چنانچہ قتادہؓ روانہ ہوئے اور شاخ روشن ہو گئی۔ اور گھر میں جا کر دیکھا۔ تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز نظر آئی جسکو انہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا (السیرۃ النبویہ)

﴿ فائدہ ﴾

سیدنا قتادہ کا مکان حضرت کے دولت خانہ سے بہت فاصلہ پر تھا اور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی۔ تو سخت تاریکی تھی۔ خصوصاً انکے گھر کے اندر تو روشنی کا گذر بھی نہ تھا خیال کیجئے کہ حضور کو اس شیطان کا حال کیونکر معلوم ہوا۔ کیونکہ جرائیلؑ کے اطلاع دینے کی خبر تو حدیث میں موجود نہیں ہے۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ حضور نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اسکو دیوار حائل ہوتی تھی اور نہ تاریکی اور نہ فاصلہ مانع تھا۔ جو بصارت ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ لے مجھے تو اس کے لئے ہزاروں دیواریں بھی حائل نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ دیکھنے کے جو شروط تھے کہ خارجی روشنی ہو اور کوئی کثیف شے حائل نہ ہو وہ یہاں نہیں پائے گئے۔ حضور ﷺ نے شیطان کو دور سے دیکھ لیا اور پھر وہ دوسرے عالم کی شے ہے۔ تب بھی آپ سے اوجھل نہ ہوسکا اور سرکار کو قرب و بعد کی قید بھی ضروری نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔

﴿ عقیدہ انیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ﴾

عن انیسة بنت زید بن ارقم عن ابیها ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی زید یعو دہ من مرض کان به قال لیس علیك من مرضك باس ولكن كیف لك اذا عمرت بعدی فعمیت قال احتسب و اصبر قال اذا تد خل الجنة بغیر حساب قال فعمی بعد ما مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم رد اللہ علیه بصرہ ثم مات (رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ)۔

ترجمہ: یعنی بیہقی نے دلائل النبوت میں زید بن ارقم کی بیٹی انیسہ سے روایت کی ہے۔ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ زید بن ارقمؓ کے پاس تشریف لائے اس حالت میں کہ اسکی عیادت کرتے تھے۔ بسبب بیماری کے آپ نے فرمایا کہ تجھ پر تیری بیماری کے سبب سے ڈر نہیں لیکن تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تیری عمر میرے پیچھے دراز ہوگی پس تو اندھا ہو جائیگا زید نے کہا کہ میں ثواب طلب اور حکم رب پر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو بہشت میں بلا حساب داخل ہوگا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد زیدؓ کی بینائی جاتی رہی پھر اللہ تعالی نے زیدؓ کو بینائی عطا فرمائی۔ پھر وہ انتقال کر گئے

﴿ فائدہ ﴾

اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا غیب جاننا صراحۃً ثابت ہوا کیونکہ آپ نے ایک صحابی کو کھلم کھلا فرمایا تو نابینا ہو جائیگا۔ چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے بعد نابینا ہو گئے۔ یہی انکے عقیدہ کی توثیق ہے۔

﴿ عقیدہ انسؓ ﴾

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسؓ لوگ شہر آباد کریں گے۔ اور ان میں سے ایک شہر ہوگا۔ جسے بصرہ کہیں گے۔ اگر تم اس شہر میں داخل ہو تو اس کے باغات بازاروں امیروں کے دروازں سے بچنا اور شہر کے کناروں پر رہنا کہ اس شہر میں محسف یعنی زمین میں دھنس جانے کا واقعہ پیش آئے گا۔ قذف و پتھروں کا برسنا اور رجیف وزلزلہ بھی اس میں ہوگا۔ (ابوداؤد)

﴿ فائدہ ﴾

اس حدیث مقدس میں رسول اللہ ﷺ نے دو باتوں کی خبر دی ہے۔ ایک تو نیا شہر آباد ہوگا اور اس کا نام بصرہ ہوگا۔ دوسری یہ کہ اس شہر میں خسف قذف اور رجف وغیرہ واقع ہوں گے۔ پہلی بات حضرت عمرؓ کے عہد میں پوری ہوئی کہ عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے ۱۷ھ میں بصرہ آباد کیا جس کا سبب یہ تھا کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کو یہ اندیشہ تھا کہ اس جگہ فارس میں ہند سے ایک راستہ آتا ہے۔ اور شاہ فارس ہندوستان سے اس راہ سے مدد طلب کرے تو آپ نے حکم دیا کہ اس جگہ پر شہر تعمیر کرو تا کہ وہاں فوج کی ایک چھاؤنی قائم ہو۔ دوسری خبر بھی اسی طرح پوری ہوگئی۔ کہ بصرہ میں خسف قذف رجف ہوئے جسکی تفصیل فقیر کی کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' پڑھیئے اور حضرت انسؓ کی عقیدہ کی دلیل انکا شہر کے کنارے رہنا ہے۔

﴿ سیدنا ثابت بن قیسؓ ﴾

عن انس قال کان ثابت بن قیس بن شماس خطیب الانصار فلما نزلت یا یھا الذین امنوا لا ترفعوا اصو اتکم صوت النبی الی اخر الا یة جلس ثابت فی بیتہ و احتبس عن النبی ﷺ فسال النبی ﷺ سعد بن معاذ فقال ماشان ثابت ایشتکی فاتاہ سعد فذکر لہ قول رسول ﷺ فقال ثابت النزلت ھذہ الا یة وقد علمتم انی من ارفعکم صوتا علی رسول اللہ ﷺ

فانا من اهل النار فذکر ذالك سعد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل هو من اهل الجنته (رواہ مسلم والبخاری)

ترجمہ: انسؓ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس انصار کے خطیب تھے جب آیت نازل ہوئی اے ایمان والو اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند مت کرو (آخر آیت تک) تو ثابت اپنے گھر بیٹھ رہے اور آپ کی خدمت میں آنا جانا بند کر دیا۔ آپ نے سعد بن معاذؓ سے دریافت کیا! کہو ثابت کیسے ہیں؟ کیا بیمار ہیں؟ سعد ان کے پاس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے کا حال ان سے بیان کیا ثابت بولے کہ اونچی آواز سے بولنے کی ممانعت نازل ہو چکی ہے۔ اور تم لوگ جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں تم سب میں زیادہ میری ہی آواز بلند ہو جاتی ہے۔ تو مجھے غم یہ ہے کہ میں کہیں دوزخی نہ ہوں سعد نے آکر یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی آپؐ نے فرمایا کہ وہ دوزخی نہیں بلکہ جنتی شخص ہیں اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے بھی اسی کے قریب روایت کیا ہے۔

﴿ تفسیر ﴾

سورۃ حجرات کی ابتدائی کئی آیتیں بارگاہ نبوت کا ادب سکھلانے کے لئے اتری ہیں عرب اپنی سادہ فطرت سے ان دقیق آداب سے اب تک نا آشنا تھے۔ جن کو نبوت کا نازک مقام مقتضی تھا۔ اسلام نے آکر جہاں ان کو رفتہ رفتہ بھائی بھائی ماں باپ اور تمام باہمی رشتوں کے آداب بتلائے اس کے ساتھ ہی اب وقت آگیا تھا کہ انہیں خدا اور رسول کے وہ

آداب بھی بتلا دیئے جائیں جن سے غفلت کرنا کیے کرائے اعمال کو اکارت کر دیتا ہے۔ ان میں سے ایک ادب یہ تھا۔ کہ رسول کے سامنے اس طرح زور زور سے بیباکانہ گفتگو نہ کی جائے جیسے باہمی ایک دوسرے کے سامنے کی جاتی ہے۔ اور نہ اس طرح اس کو پکارا جائے جیسا کہ آزادنہ ایک دوسرے کو نام لے کر پکارا جاتا ہے۔ یہ طور طریق احترام نبوت کے خلاف ہے اور نبوت کا عدم احترام پر خطرہ ہے کہ عمل اکارت نہ ہو جائیں ثابت بن قیس قدرۃً بلند آواز تھے یہ سن کر ڈر گئے اور سمجھے کہ بارگاہ نبوت میں یہ گستاخی مجھ سے بارہا سرزد ہو چکی ہے اس لئے میرا اب کہاں ٹھکانہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو ان کی اس ادا پر آپ کا دل بھر آیا اور آپ نے اس ادب کی وجہ سے جس سے ان کا قلب معمور تھا ان کو جنت کی بشارت سنادی اور ان کی اس بلند آوازی کو جو قدرتاً تھی قابل عفو سمجھا۔

﴿ فائدہ ﴾

ادب کا اصل دار اور مدار قلب پر ہے۔ پھر ظاہر میں اس کے لیے کچھ علامات بھی مقرر ہیں اگر قلب کی گہرائیوں میں ادب موجود ہے۔ تو ظاہر کی فروگزاشت بے اغماض کیا جاسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اب آپؐ کے کلام یعنی حدیث شریف کو سن کر اس کا معاوضہ و مقابلہ کرنا، اس کا مذاق اڑانا تن آسانی اور ہوا پرستی کے لیے اس کی تاویلات کرنا یہ سب آپ کی ہی گستاخی کے برابر ہے۔ دنیا اگر کسی معزز کا احترام کرتی ہے تو اس کے کلام کو بھی بنظر احترام دیکھتی ہے۔

﴿ حدیث ﴾

جب یہ آیت اتری تو ثابت بن قیسؓ راستہ میں بیٹھکر رونے لگے۔ ان سے حضرت عاصم بن عدیؓ نے سبب پوچھا تو کہا اس آیت کے نزول کے بعد میں خوفزدہ ہوں کہ کہیں میرے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور میں دوزخی نہ ہو جاؤں۔ عاصم ابن عدی خدمت حضور اقدس سرور عالم ﷺ کی طرف روانہ ہوئے اور ثابت ابن قیس کی بی بی ان کے پاس آئیں تو انہوں نے ان سے کہا کہ جب میں اپنے اصطبل میں جاؤں تو تم اس کی کنڈی لگا دینا یعنی مجھے تم اس میں بند کر دینا جب وہ اصطبل میں داخل ہوئے تو ان کی بی بی نے اصطبل کی کنڈی لگا کر انہیں اس میں بند کر دیا اور انہوں نے کہا کہ میں اب یہاں سے نہ نکلونگا جب تک کہ اللہ مجھے موت نہ دیگا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے راضی نہ ہونگے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے خدمت حضور میں حاضر ہو کر انکے حال کی خبر دی آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں بلا لاؤ حضرت عاصم پہلے وہاں آئے جہاں وہ رو رہے تھے جب انہیں وہاں نہ پایا گیا تو ان کے گھر میں آئے تو انہیں اصطبل میں پایا اور کہا کہ تمہیں حضور ﷺ یاد فرماتے ہیں آپ نے حضرت عاصم سے فرمایا کہ کنڈی کھولو جب انہوں نے کنڈی کھولی تو دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے پس حضور ﷺ نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا فرمایا عرض کیا میں نہایت بلند آواز ہوں خوف کرتا ہوں کہ یہ آیت میرے لئے نازل ہوئی پس نبی ﷺ نے فرمایا **ما ترضی ان تعیش حمیدا وتقتل شهیدا وتدخل الجنة** کیا نہیں راضی ہے تو اس بات سے کہ زندگی گزار تو حید پر

مرے تو شہید اور داخل جنت ہو۔ انہوں نے عرض کی میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے خوشخبری سے راضی ہوں آئندہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز میں بات نہیں کروں گا۔

﴿ فائدہ ﴾

اس آیت نزول کے بعد نہ صرف حضرت قیسؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست آواز سے بولتے بلکہ تمام صحابہ کرامؓ نے آواز کو پست بولنا معمول بنا لیا انکی تعریف میں اللہ نے اسکے بعد والی آیت نازل فرمائی (صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۰۸، جلد ۲)

﴿ ثابت بن قیس کا عقیدہ ﴾

عن اسماعیل بن محمد بن ثابت الانصاریؓ عن ابی قال لثابت بن قیس بن شماسؓ یا ثابت الاترضی ان تعیش حمیدا و تقتل شهید او تدخل الجنة قال بلٰی (اخرجہ الحاکم و والبیہقی وابو نعیم)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کو فرمایا کہ اے ثابت کیا اس سے راضی نہیں تو تمہاری زندگی خوب بہتر بسر ہو اور تم شہادت پا کر جنت میں داخل ہو عرض کی ہاں۔

﴿ تین عقیدے ﴾

اس حدیث میں حضرت ثابت بن قیس کو تین غیبی خبریں سنائی گئیں

۱۔ بہتر زندگی ۲۔ شہادت ۳۔ جنت

تینوں پر حضرت ثابت بن قیس کا عقیدہ **قال بلٰی** (کہا ہاں) سے ثابت ہوا۔

﴿ فائدہ ﴾

انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب حضرت ثابت بن قیس کو دیکھتے تھے تو یہی کہا کرتے تھے کہ یہ ایک جنتی مسلمان ہے جو زمین پر چل پھر رہا ہے۔ اس سے انداز لگائیں کہ صحابہ کرام کا عقیدہ ہو گیا تھا کہ یقیناً ابن قیس جنتی ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو وہ کیوں جنتی نہ ہو۔

﴿ عقائد ثلثہ کی تشریح ﴾

حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو تین بشارتیں دیں تعیش حمیداً (قابل تعریف زندگی) یہ مافی الغد (کل کیا ہوگا) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ قرآن کی نص قطعی ہے اور اسی مطابق حدیث صحیح بخاری میں (**خمس لا یعلمھن الا اللہ**) پانچ علم خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہم اہلسنت (بریلوی) کہتے ہیں از خود کوئی نہیں جانتا جسے اللہ انکا علم عطا فرمادے اس کا انکار گمراہی اور بے دینی ہے اس کے ہزاروں شواہد میں منجملہ انکے جملہ مذکورہ چنانچہ تاریخ شاہد ہے۔ حضرت ثابت بن قیس کی قابل تعریف زندگی تو ایسی شاندار ہوئی کہ آخری دم تک ایمان کامل اور اعمال صالحہ کی دولت سے مالا مال رہے اور تندرستی وسلامتی اور امن وامان کی نعمتوں سے سرفراز رہے اور ان کے اعزاز واکرام کا حال قابل رشک رہا۔ خطیب رسول قبیلہ خزرج اور خاندان طے کے متفق علیہ سردار تھے اسلام سے پہلے بھی آپ اپنی قوم کے معتمد علیہ تھے حضور ﷺ جب مدینے تشریف لائے تو سارا شہر خیر مقدم کو نکل آیا اس

موقع پر حضرت ثابتؓ نے جو تاریخی خطبہ دیا ہیاس کا نمونہ دیکھئے **نمنعک فیما نمنع منہ انفسنا و اولادنا افبما لنا ؟** ہم ہر اس چیز سے آپ کی حفاظت کریں گے۔ جس سے اپنی جان اور اولاد کی حفاظت کرتے ہیں لیکن ہم کو اس کا کیا معاوضہ ملے گا؟

قال الجنۃ : حضورؐ نے فرمایا **جنت قالو رضینا** سارے مجمع نے متفقہ آواز اُٹھائی ہم سب راضی ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک تھے اصحاب مغازی نے انہیں اصحاب بدر میں شامل نہیں کیا لیکن علامہ ابن حجر نے تہذیب میں یہی رائے ظاہر کی ہے۔ باقی تمام معرکوں میں آپکی شرکت تمام مورخین متفق ہیں۔ مریسیع کی جنگ میں جو ۵ ھ میں واقع ہوئی حضرت جویریہؓ (ام المومنین) اسیر ہو کر حضرت ثابت اور ان کے ابن عم کے حصے میں آئی تھیں۔ انہوں نے ۱۹ اوقیہ سونے پر مکاتب بنایا۔ حضرت جویریہؓ نے حضورؐ سے مدد طلب کی آپ نے رقم مذکور ادا کر کے ان کو ہمیشہ کے لئے غلامی سے نجات دلائی اور اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔

۹ ھ میں بنو تمیم کا وفد آیا اور بدویانہ طریقے پر حضور ﷺ کے دروازے پر آکر آواز دی کہ محمد باہر نکلو، محمد باہر نکلو۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے عطارد بن حاجب نے گفتگو شروع کر دی۔ عطارد اس قبیلے کا مشہور خطیب تھا اس کی تقریر ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ثابتؓ کو حکم دیا کہ تم اس کا جواب دو۔ حضرت ثابتؓ نے ایسی فصیح و بلیغ تقریر فرمائی کہ اقرع بن حابس بول اٹھا اپنے باپ کی قسم ان (مسلمانوں) کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے۔ اسی سال مسلیمہ کذاب بنو حنیفہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینے آیا حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثابتؓ کو لے کر اس کے پاس گئے۔

مسلیمہ نے کہا: اگر اپنے بعد میرے سوا کسی کو خلیفہ نہ بناؤ تو ابھی تمہارا اتباع کرتا ہوں

حضورؐ نے فرمایا: خلافت تو بڑی چیز ہے میں تجھ کو یہ چھڑی دینا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ خدا نے تیرے متعلق فیصلہ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ میں تیرے انجام کو خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ زیادہ گفتگو کی ضرورت ہو تو ثابتؓ موجود ہیں ان سے پوچھ! اب میں جاتا ہوں

۱۱ھ میں حضور ﷺ نے انتقال فرمایا۔ انصار سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانے کے لیے سقیفہ بنی ساعدہ جمع ہو گئے تھے۔ حضرت ابو بکر کو خبر ہوئی تو آپؓ حضرت عمرؓ وغیرہ کو لے کر پہنچے وہاں پر حضرت ثابتؓ نے حسب ذیل خطبہ دیا۔

امابعد! فنحن انصار اللہ و کتیبۃ الاسلام ! و انعلم معاشر المھاجرین رھطہ و قددفت دافۃ من قومکم فاذا ھم یریدون ان یختز اونا من اصلن و ان بخصنونا من الام

ترجمہ: ہم خدا کے (دین کے) مددگار ہیں اور اسلام کی فوج ہیں اور مہاجرین معدودے چند ہیں۔ تعجب ہے کہ اس پر بھی کچھ لوگ ہم کو خلافت سے محروم کر رہے ہیں۔

حضرت ابو بکر نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا صحیح ہے تاہم قریش کے سوا کوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال ان تمام واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے کیسے قابل تعریف زندگی گزاری۔

﴿ تقتل شهیدا ﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن قیس کو فرمایا کہ **تقتل شهیدا** تو شہید ہوگا۔ یہ جملہ بھی علمِ غیب کی دلیل ہے۔ اور وہ بھی یا فی الغد (**ماذا تکسب غداً**) اور **وما تدری نفس بای ارض تموت** (کون کہاں مریگا) سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کو ایک ہی جملہ بیان فرما دیا۔ اس لیے کہ شہادت کا علم ہے تو کہاں کا علم لازم ہے۔ اس لیے کہ شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے (**اذاثبت الشئی ثبت عوازمها**) شے اپنے جملہ لوازمات سے ثابت ہوتی ہے۔

﴿ انتباہ ﴾

بنی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہ لولاک جوامع الکلم سے موصوف ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو جملوں میں حضرت ثابت بن قیسؓ کی تمام زندگی کے جملہ لمحات بیان فرما دیئے اسی لیے ہمارا عقیدہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر امتی کے ہر حال سے باخبر ہیں۔ ثابت بن قیس کی شہادت ملاحظہ فرمائیں؛

﴿ ثابت بن قیس کی شہادت ﴾

جنگِ یمامہ کے دن جب حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مقدس فوج کے مجاہدین اسلام ''مسیلمۃ الکذاب'' سے جہاد فرما رہے تھے۔ تو حضرت ثابت بن قیس بھی اس نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذاب خبیث سے لڑنے کے لیے مجاہدین اسلام کے لشکر

میں شامل ہو گئے۔ مسیلمۃ الکذاب کا شیطانی لشکر تعداد میں زیادہ تھا۔ جب اس خبیث کے شدید حملوں کے دباؤ سے اسلامی فوج کے نوجوان کچھ پیچھے ہٹنے لگے۔ تو حضرت ثابت بن قیس ؓ اپنے اسلامی جوش اور ایمانی جذبات سے بے خود ہو گئے اور اپنی بلند آواز سے اسلامی لشکر کے مجاہدین کو للکارا، کہ اے مسلم نوجوانو! ہم لوگ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے کفار سے جہاد کرتے تھے تو ہمارا کوئی قدم بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔ مگر مجھے تم مسلمان نوجوانوں پر حیرت اور افسوس ہے کہ تم لوگ جہاد میں اس طرح پسپا ہو رہے ہو! آخر تمہاری غیرت ایمانی کے گرم گرم خون کی حرارت کہاں چلی گئی؟ یہ فرمایا اور خود سب سے آگے بڑھ کر دشمنان اسلام پر انتہائی جاں بازی کے ساتھ حملہ کرنے لگے۔ چنانچہ اس بوڑھے جاں بازی کی مجاہدانہ پکار اور مجاہدانہ للکار سے اسلامی لشکر کے نوجوانوں میں جان پڑ گئی اور ایک دم اسلامی لشکر فاتحانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اور دم زدن میں مسیلمۃ الکذاب کے شیطانی گروہ کو کچل کر تہس نہس کر دیا۔ اور اسی مجاہدانہ حملے میں کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

﴿ فائدہ ﴾

یہ عقیدہ بھی حضرت ابن قیس کے متعلق ہے جو اس طرح ہوا جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

﴿ عجوبہ ﴾

حضرت ابن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کسی کو خواب میں فرمایا کہ تم امیر لشکر حضرت خالد

بن ولید سے میرا پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا تو میرے بدن پر ایک لوہے کی زرہ تھی جس کو ایک سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا ہے اور اپنا گھوڑا باندھنے کی جگہ اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے لٰہذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیں اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر خلیفہ رسول حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق سے بھی میرا یہ پیغام عرض کر دینا کہ مجھ پر جو قرض ہے وہ ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ چنانچہ ان صحابی نے حضرت خالد بن ولید امیر لشکر کو اپنا خواب سنایا تو آپ نے فوراً تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوئی جس جگہ کو خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا اور جب امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے ان کے غلام کو آزاد قرار دیا اور ان کا سارا قرض ادا کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ کوئی شخص ہی ایسا میرے علم میں نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔ (کتاب الروح لابن القیم وصادی ج ۲ ص ۱۰۸)

﴿ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ﴾

حدیث شریف میں ہے؛

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد العصر ترک شیاءً الیٰ یوم القیمتہ الاذکرہ فی مقام ذلک حتی اذا کارب الشمس علی روس النخل ولا طراف الحیطان قالا اما انہ لم یبق عن الدنیا فیما منصی عنھا الا کما ان یومکم (معلم التنزیل)

ترجمہ: ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک روز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہوئے قیامت تک ہونے والی چیزیں سب ہی بیان فرمادیں اور کوئی چیز نہ چھوڑی یہاں تک کہ جب دھوپ کی روشنی کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کنارہ پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اس قدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہ گیا ہے (یعنی تھوڑی مقدار)۔

﴿ فائدہ ﴾

۱) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوق جب سے پیدا ہوئی کے آغاز سے لیکر دنیا کے اختتام اور اس کے بعد کے حالات کا علم ہے جیسا کہ روایت میں تصریح ہے کہ جو دور گزرا اس کا وقت صبح صادق سے تا عصر ہے اب جو باقی دنیا کا وقت ہے وہ اتنا ہے جیسے عصر تا غروب الشمس۔

۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تا قیامت ذرہ ذرہ کا حال بیان فرمایا جیسا کہ **ما ترک** فعل ماضی کے بعد **الا** مذکور ہے اور یہ حصر کا فائدہ دیتا ہے یعنی از ابتدائے خلق تا قیامت کے درمیان کا کوئی حال نہ چھوڑا۔

(۳) تھوڑے سے وقت میں بیان کرنا معجزہ ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا مزید حوالاجات ملاحظہ ہوں (۱) عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ (۲) امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ (۳) امام کرمانی (۴) علامہ یعقوب الیمبانی شارحین بخاری رحمۃ اللہ علیہم (۵) ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ شارح مشکوۃ سب بیک زبان اسی حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں؛

فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتھائھا

ترجمہ: اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں ابتداء مخلوقات سے لیکر انتہائے مخلوقات تک تمام مخلوقات میں سب کے حالات بتائے۔

﴿فائدہ﴾

علوم کلی کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا؛

لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرت علمت ماکان و ما یکون

ترجمہ: شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہوگا (تفسیر روح البیان)

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"**علمت ماکان ومایکون**" تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۶۲۵ تا ۶۲۶

زیر آیت **وتعزروہ و توقروہ**

اور فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے

فاورثنی علم الاولین والاخرین و علمنی علو ما شتی فعلم اخذ علی کتمانہ اذعلم انہ لا یقدر علی جملہ غیری و علم خیرنی فیہ و علم امرنی بتبلیغہٖ الی العام الخاص

ترجمہ: یعنی مجھے علم اولین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو۔ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۴۷۲ زیر آیت

سبحان الذی اسری العبدہٖ فعلمت علم الاولین والاخرین ۔ تفسیر روح البیان ص ۷۵۳، ج ۳۔

﴿ عمرو بن اخطب کا عقیدہ ﴾

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کے بعد غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا بیچ میں ظہر وعصر کی نمازوں کے سوا کچھ کام نہ کیا۔ **فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن الیٰ یوم القیٰمۃ فاعلمنا احفظنا** اس میں سب کچھ ہم

سے بیان فرمادیا جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں سے زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

﴿ فائدہ ﴾

محدثین کرام اور شارحین عظام نے لکھا کہ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ اتنے تھوڑے سے عرصہ میں آنے والے جملہ واقعات تفصیل سے بیان فرما دیئے۔ چنانچہ حنفی امام بدالدین عینی شرح بخاری۔ فتح الباری ارشاد الساری شرح بخاری۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے؛

فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائہا الیٰ انتہائہا۔

ترجمہ: اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے سارے احوال کی از ابتدا تا انتہا خبر دے دی۔

﴿ معجزہ نبوی ﷺ ﴾

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ہمارے مخالفین مانتے ہیں کہ وہ تھوڑے عرصہ میں زبور کو پڑھ لیتے تھے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب ذکر الانبیاء میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے۔ " **خفف علی داود القرآن یا مر دو آبہ فتسرج فیقرء القرآن قبل ان تسرج** (راوہ البخاری)

﴿ معجزۂ داود علیہ السلام ﴾

حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن (زبور) کو اس قدر ہلکا کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنے گھوڑوں پر زین لگانے کا حکم دیتے تھے تو آپ ان کی زین سے پہلے پڑھ لیتے تھے۔

﴿ کرامت الاولیاء ﴾

١) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ (شمائم امدادیہ ص ١٣١، حاجی امداد اللہ)

٢) شیخ ابو مدین مغربی حجر اسود سے قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے اور باب کعبہ تک ختم کر لیتے (ڈھائی قدم کا فاصلہ ہے) جس کے الفاظ بھی مسموع ہوتے تھے اور معانی بھی مفہوم ہوتے تھے۔ (نفحات الانس جامی)۔

٣) بعض اولیاء نے نماز مغرب سے سرخی کے غائب ہونے تک پانچ دفعہ قرآن کریم ختم کر لیا اور حضرت علی المرتضٰی نے ایک درجہ پر ہزار ختم کر لیے (لطائف المنن للشعرانی)۔

﴿ درسِ عبرت ﴾

جب مریدوں کی یہ شان ہو کیا ان کے مرشد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات سے خبر دے دینا نہیں ہو سکتا۔ بدیں عقل و دانش بباید گریست

﴿ خلاصہ عقیدہ ﴾

جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سب کچھ بتا دیا۔

﴿ سنی ہوشدار ﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چند لمحات میں ایسا معجزہ دکھایا جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے قبول کیا لیکن منافقین کو اس وقت بھی انکار رہا۔ آج وہی منظر سامنے ہے ہم اپنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بیان کرنا فخر محسوس کرتے ہیں لیکن مخالفین کو شرک کا خطرہ کا ڈر رہتا ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ان منافقین کی وراثت میں انکار ہے۔

﴿ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ﴾

صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ؛

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاماً ماترک شیا یکون فی مقامہ ذلک الیٰ قیام الساعۃ الاحدث بہ حفظ من حفظہ و نسیہ من نسیہ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا۔ کوئی چیز چھوڑ نہ دی جسے یاد رہا یاد رہا۔ جو بھول گیا بھول گیا۔ یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ طبرانی نے کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

﴿ گمراہوں کے سرغنے ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ؛

ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان یقضی الدنیا یبلغ من ثلاث مائۃ فصا عداً قد اسماہ لنا باثمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ (رواہ ابوداود)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چھوڑا کسی فتنہ کا سرگروہ کو یہاں تک کہ دنیا ختم ہوئی جن کی تعداد تین سو سے زائد تک پہنچے گی مگر ہمیں اس سرگروہ فتنہ کا نام اوراس کے باپ کا نام اوراس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

﴿ فائدہ ﴾

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنا عقیدہ حضور علیہ السلام کے لیے ذرہ ذرہ کے علم کا مان رہے ہیں تو اب اگر کوئی صحابہ کے عقیدہ کے خلاف بات کرے تو ہمیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔

﴿ خوش قسمت سنی ﴾

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وراثت اہل سنت کو نصیب ہوئی اس کی علامت یہ ہے کہ سنی کبھی کسی گمراہ اور جدید مذہب میں نہیں پھنستا۔ پھنستا ہے وہ واپس نہیں لوٹتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مختصر پروگرام بتانا معمولی بات ہے جب کہ آپ کے علوم کے آگے لوح وقلم ایک قطرہ ہیں امام بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا **فان من جودک الدنیا و ضرتھا ومن علومک علم اللوح و القلم** بیشک آپ کی سخاوت سے دنیا وآخرت ایک ذرہ

بمقدار ہیں اور لوح وقلم تو آپ کے علوم کا ایک قطرہ ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی حل العقدہ شرح قصیدہ بردہ میں امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کے اس قول **ومن علومك علم اللوح والقلم** کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

وكون علو مهما من علومه عليه السلام ان علومه تتنوع الى الكليات و الجزئيات و حقائق و معارف و عوررف تتعلق بالذات و الصفات علمها يكون نهرا من بحور علمه رحر فامن سطور علمه

ترجمہ: اورلوح (وہ لوح کہ جس میں جمیع ما کان وما یکون درج ہے) وقلم کے علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے بعض اس لیے ہیں کہ حضور کے علوم منقسم ہیں۔ جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اوران معرفتوں کی طرف کہ جن کا تعلق ذات اور صفات سے ہے لہٰذا لوح وقلم کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے۔ اور حضور ﷺ کے علم کی سطروں کا ایک حرف ہے۔

عقیدہ عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج حين زاغت

الشمس فصلی الظهر فلما سلم قام علی المنبر فذکرا الساعته و ذکر ان بین یدیها اموراً عظاماً ثم قال من احب ان یسائل عن شئی فلیسل عنه فواللہ لا تسئالونی عن شیئی الا اخبر تکم به مادمت فی مقامی هذا قال انس فاکثر الناس البکاء اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان یقول سلونی فقال انس فقام الیه رحل فقال این مدخلی یا رسول اللہ فقال النار مقام عبداللہ بن حذیفه فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابک خذافة ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی فبرک عمر علی رکبیة فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دنیا و بمحمد رسول قال فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (بخاری شریف، باب ایکرہ من کثیرۃ السوال)

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سورج کے زوال کے بعد تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی جب سلام پھیرا تو منبر پر قیام فرمایا پھر قیامت کا ذکر کیا اور آنے والے بڑے بڑے امور کا تذکرہ کیا پھر فرمایا جو کسی چیز سے سوال کرنا پسند کرے تو سوال کرے کہ خدا کی قسم تم پر ہے جس چیز کا سوال کرو گے میں جب تک اس مقام میں رہوں گا تمہیں اسکی خبر دوں گا۔ حضرت انس نے فرمایا لوگوں نے زیادہ رونا شروع کیا اور نبی ﷺ بات بار بار فرماتے رہے کہ تم مجھ سے سوال کرو پھر حضرت انس نے فرمایا کہ ایک شخص کھڑا ہو کر عرض کر

نے لگا یارسول اللہ ﷺ میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے فرمایا دوزخ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہوکر دریافت کیا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضور نے بکثرت فرمایا کہ مجھ سے سوال کرو مجھ سے سوال کرو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے کہ ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگئے تو حضور ﷺ نے سکوت فرمایا۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال سئلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی احفوہ بالمسئلة فصعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم المنبر فقال لا تسئلونی عن شیئ الا بینت لکم فجعلت انظر یمیانا و شمالا فاذا کل رجل راسہ فی ثوبہ یبکی فانشا رجل کان اذا یدعی الی غیر ابیہ فقال یا نبی اللہ من ابی قال ابوک حذافہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں نے سوالات شروع کئے یہاں تک کہ حضور کو سوال سے پریشان کردیا تو حضور ایکدن منبر پر تشریف لائے اور فرمایا تم مجھ سے جس چیز کا سوال کروگے میں بیان کرونگا تو میں نے داہنے بائیں دیکھنا شروع کیا تو ہر شخص کپڑے میں سر چھپا کے رو رہا ہے اچانک ایک شخص اٹھا جسے اپنے باپ کے غیر کیطرف منسوب کیا جاتا تھا۔ عرض کی یانبی اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا حذافہ

﴿ فوائد ﴾

(۱) حدیث شریف میں حضور ﷺ نے اپنے لئے علم کلی کا دعوی فرمایا مثلاً **سلونی ما شئتم** میں اعلان ہے کہ جو چاہو پوچھو۔

(۲) صحابی نے اپنے باپ کے متعلق تحقیق چاہی تو آپ نے فوراً اسکے باپ کے نام بتادیا۔

(۳) حضرت عمرؓ نے اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا تو آپ خاموش ہو گئے اس سے ثابت ہو گیا، کہ حضور ﷺ امت سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ آپکے علوم کا اقرار کریں۔

﴿ خاتمہ ﴾

علم غیب چند نمونے آخر میں عرض کردوں تاکہ ایمان تازہ ہو

احادیث

(۱) حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا** اللہ تعالی نے میرے لیے زمین جمع فرما دی میں نے اسکے مشارق و مغارب کو دیکھا (مشکوۃ)

﴿ فائدہ ﴾

یعنی زمین کے ہر ٹکڑے کو جہاں سورج طلوع و غروب کرتا ہے حضور سرور عالم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام زمین کا ہر ذرہ آپ ﷺ کے پیش نظر ہے۔ یاد رہے کہ مشارق و مغارب سے زمین کا ذرہ ذرہ مراد ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

رب المشارق و المغارب مشارق مغارب کا رب اور فرمایا رب السموت والارض یعنی آسمان و زمین کے ذرہ ذرہ کا پرودگار۔

﴿ تائید مشارحین ﴾

(۱) نسیم الریاض میں اسی حدیث کے تحت ہے **المشارق و المغارب کناتیہ عن الجمع کما قال تعالیٰ رب المشارق المغارب**

(۲) ملا علی قاری نے فرمایا

ای جمعھاً لی و طورھا بتقریب بعید ھا الی فر ایتھا حتی اطلعت علی ما فیھا جمیعھا و ستفتحھا امتی جزء بخر حتی تملك جمیع جمیع اجزا انھا ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے جمع کیا اور اسکے بعید کو قریب کر کے میرے لئے سمیٹا میں نے اسے دیکھا اور اسکے تمام امور کو جھانک کر دیکھا اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ میری امت اس زمین کے تمام اجزاء کی مالک ہو گی یعنی اسکے ذرہ ذرہ پر انکا قبضہ ہو گا۔

نسیم ریاض کی اسی جلد سوم کے آخر میں ہے کہ؛

الانبیا صلوات الله تالی علیھم اجمعین من جھة الاجسام و الظواھر مع البشر و بو اطنھم و قواھم الر ھانیه من الملائکة و لذا تری مشارق و مغاز بھا و تسمع اطبیط السماء

و تشم رائحة جبریل علیه الصلوة السلام اذا اراد النزول الیهم۔

ترجمہ: تمام انبیا ظاہری جسموں کی نظر سے بشر کے ساتھ ہیں اور انکے باطن ان کی روحانی قوتیں ملائکہ کی مانند ہیں اس لئے شرق سے غرب تک زمین اور انکی نظر میں ہوتی ہے اور آسمان (کہ فرشتوں کے بوجھ سے چرچراتا ہے اسمیں کہیں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ قیام یا رکوع یا سجود میں نہیں انبیاء کرام یہاں بیٹھے پانسو برس کی راہ کے فاصلہ سے اس) کا چرچرانا سنتے ہیں پھر یہاں سے مدینہ طیبہ تو بہت نزدیک ہے اور جبرائیل امینؑ جب (سدرۃ المنتہیٰ سے کہ یہاں سے سات ہزار برس کی راہ دور ہے) انبیا کرام کی طرف اترنا چاہتے ہیں انبیا اس وقت انکی خوشبو سونگھ لیتے تھے

(۲) عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنها قال خرج علینا رسول الله صلی الله علی وسلم و فی یده کتابان فقال اتدرون ما هذا ان الکتابان فقلنا لا یا رسول الله الا ان تخبرنا فقال ان فی یده الیمینی هذا کتاب من رب العالمین فیه اسماء اهل الجنته و اسماء آبائهم وقبائلهم ثم اجمل علی آخر هم فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابداً ثم قال للذی فی شماله هذا کتاب من رب العالمین فیه اسماء اهل النار و اسماء آبائهم و قبائلهم ثماجل علی آخر هم فلایزاد فیهم و لا ینقص منهم۔ (الحدیث رواہ الترمذی ص ۳۶، ج ۲۔)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ ﷺ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں ہم نے عرض کیا نہیں مگر یہ کہ آپ ﷺ ہمیں بتا دیں تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کتاب جو دائیں ہاتھ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر اس کے آخر میں کل میزان بتایا گیا ہے۔ اب اس سے نہ زائد ہوگا نہ کم۔ پھر فرمایا یہ کتاب جو بائیں ہاتھ میں ہے اس میں دوزخیوں کے اور ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں اس کے آخر میں کل میزان لگایا گیا ہے اب نہ اس سے زائد ہوں گے اور نہ ہی کم

﴿فائدہ﴾

اس حدیث سے حضور ﷺ کے علم کی فراوانی کا کیا کہنا کہ ہم سب کے نام اور ہمارے آباء تک اور پھر ہمارے گھروں کو اور یہ بھی علم تھا کہ فلاں کس سنہ میں ہوگا اور کتنی مدت دنیا میں رہے گا اور کیا عمل کریگا۔ اس کا خاتمہ باایمان ہوگا یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

(۳) عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی با عمالھا حسنھا و قبحھا

(رواہ الطبرانی واحمد وابوداود)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے پیش کی گئی۔

﴿ فائدہ ﴾

ہم سب امتی حضور علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو ہماری زندگی اور تمام اعمال کی خبر ہے۔

(۴) عن حذیفه بن اسید رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عرضت علی اُمتی البارحته (ای هذه الهجرة) حتی لانا اعرف بالرجل منهم من احدکم لصاحبه (رواہ الطبرانی، خصائص کبریٰ ص ۱۹۷ ج ۲، مطبوعہ دکن)

ترجمہ: حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کو میری ساری امت اس حجرے کے پاس مجھ پر پیش کی گئی یہاں تک کہ ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

(۵) قال السدی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عرضت علی امتی فی صور ها کما عرضت علی آدم و اعلمت من یو من بی و من یکفر بی (مسند الفردوس، تفسیر نیشاپوری ص ۱۴۸، ج ۲)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری تمام امت اپنی تمام صورتوں میں میرے سامنے پیش کی گئیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے سامنے مجھے معلوم ہوگیا کہ کون مجھ پر ایمان لائیگا اور کون کفر کرے گا

(۶) عن ابی هریره قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منها

شات فطلبه الراعی حتی اشتر عها منه قال فصعد الذئب علی تل فاقعی و استشفر دقال عمدت الی رزق رزقنیه الله اخذته ثم انتزعته منی فقال الرجل تا الله ان رایت کالیوم ذئب یتکلم. فقال الذئب اعجب من هذا رجل فی النخلات بین الحرتین بخبرکم بما مضی وما هو کائن بعدکم قال فکان لرجل یهودیا فجاء الی النبی صلی الله علیه وسلم (الحدیث رواہ فی شرح السنہ، مشکوٰۃ شریف باب المعجزات)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریاں کے ریوڑ کی طرف لپک کر آیا اور چرواہا ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ فوراً ایک بکری کو لے کر بھاگا۔ چرواہے نے اسے دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگا اس سے بکری چھڑالی۔ اسی وقت بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ جس طرح کہ وہ بیٹھا کرتے ہیں پھر باآواز بلند کہا کہ میں نے اپنی روزی کا قصد کیا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اس لیے میں نے اسے پکڑ کر کھانا چاہا مگر تو نے میری روزی چھین لی۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کے عجوبے کی طرح کوئی اور عجوبہ نہیں دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے بھیڑیے نے کہا اس سے تعجب خیز یہ بات ہے جو نخلستان میں ایک مقدس مرد رہتا ہے وہ جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ ہوا سب کی خبر دیتا ہے اور وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے کی بات سن کر وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان ہو گیا۔

اور حضور اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

﴿ فائدہ ﴾

دیکھیے حضور نبی کریم ﷺ کے کلی علم غیب پر جانور اور وہ بھی درندہ کامل یقین رکھے لیکن انسان اور وہ بھی امتی کہلوانے والا سے شرک سے تعبیر کرے اس سے خود سوچئے وہ کیا ہے۔ صرف چند احادیث بطور نمونہ عرض کی ہیں تفصیل فقیر کی تصنیف " **غایتہ المامول فی علم الرسول ﷺ** " میں پڑھیے۔

﴿ نمونے غیبی خبر ﴾

اختصاراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے چند نمونے حاضر ہیں۔

کفار پر اپنی امت کا غلبہ کی خبر دینا۔ حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرما دینا کہ اس سال کے بعد تو مجھے نہ پائے گا۔ حضرت عدی بن حاتم کو راستے کے امن کی خبر دینا اور فرما دینا کہ اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو دیکھ لے گا کہ ایک عورت حیرا سے تنہا سفر کر کے خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ صحیفہ قریش جسے انہوں نے بحفاظت تمام خانہ کعبہ کی چھت میں رکھا ہوا تھا اس کی نسبت تین سال کے بعد بتا دینا کہ اللہ کے نام کے سوا تمام کو دیمک چاٹ گئی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کی نسبت فرمانا کہ اہلبیت میں سے میری وفات کے بعد وہ سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی۔ ام المومنین حضرت زینب کی نسبت یوں فرمانا کہ میری وفات کے بعد میرے ازواج میں سے سب سے پہلے جو مجھے ملے گی وہ دراز

دست (لمبے ہاتھ والی) ہے۔ ابی بن خلف کی نسبت خبر دینا کہ یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ اصحمہ نجاشی کی موت کی خبر دینا جس دن اس نے حبشہ میں وفات پائی۔ شب معراج کی صبح کو قریش کے قافلوں کی خبر دینا جو تجارت کے لیے ملک شام کو گئے ہوئے تھے۔ غار ثور سے نکلنے کے بعد مدینہ کے راستے میں سراقہ بن مالک سے فرمانا کہ تو کسریٰ کے کنگن پہنایا جائے گا۔ سلسلہ خلافت اور خلفائے ثلاثہ حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دینا۔ واقعہ جمل و صفین کی خبر دینا۔ وباء عمواس کی خبر دینا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دو گروہ اسلام میں ذریعہ صلح ہونے کی خبر دینا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا۔ حضرت امیر معاویہ کی ولایت کی خبر دینا۔ حضرت عمار بن یاسر سے فرما دینا کہ تجھے گروہ باغی قتل کرے گا۔ خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کے حالات کی خبر دینا۔ حجاج ظالم اور مختار کذاب کی خبر دینا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی نسبت فرمانا کہ یہ بیت اللہ شریف کو بچائے گا یہاں تک کہ شہید ہو جائے گا۔ خوارج و رافضہ و قدریہ و مرجیہ و زنادقہ کی خبر دینا۔ امت کے تہتر فرقے ہونے اور ان میں سے ایک کے ناجی ہونے کی خبر دینا۔ غزوۂ احد میں خبر دینا کہ حضرت حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ بدر کے دن میدان جنگ میں کفار قریش کے مرنے کی جگہوں کا الگ تھلگ نشان دینا کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور وہاں فلاں۔ جنگ بدر کے خاتمہ پر اپنے چچا عباس سے بتا دینا کہ تم اپنی بیوی ام الفضل کے پاس مکہ میں مال چھوڑ آئے ہو حالانکہ عباس و ام الفضل کے سوا کسی اور کو اس مال کا علم نہ تھا۔ غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ کے قریب فرما دینا کہ یہ تیز ہوا ایک

بڑے منافق (رفاعہ بن زید بن التابوت) کی موت کے لیے چلی ہے۔ حضرت اقرع بن شتی العکی سے حالت بیماری میں فرمادینا کہ تو اس بیماری میں نہیں مرے گا بلکہ ملک شام میں ہجرت کرے گا اور وہیں وفات پائے گا اور رملہ میں دفن ہوگا۔ فتح مکہ کی تیاریوں کے وقت حاطب بن ابی بلتعہ کے خط کی خبر دینا جو اس نے اہل مکہ کو ان کی تیاریوں سے مطلع کرنے کے لئے لکھا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتادینا کہ اس حلیہ کی ایک عورت اس خط کو لے جارہی ہے اور تم اسے فلاں جگہ جا پکڑو گے۔ وفد عبدالقیس کے آنے کی خبر دینا۔ غزوۂ موتہ جو مدینہ منورہ سے ایک مہینہ کی مسافت پر ملک شام میں ہو رہا تھا اس کی نسبت خبر دینا کہ حضرت زید و جعفر و ابن رواحہ یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے اور آخر حضرت خالد نے فتح پائی۔ مقام تبوک میں جو شام و مدینہ کے درمیان ہے فرمادینا کہ آج مدینہ میں حضرت معاویہ لیثی نے انتقال فرمایا اور وہیں ان کی نماز پڑھنا۔ کسریٰ و قیصر کے ہلاک ہونے اور فارس و روم کے فتح ہونے کی خبر دینا۔ لبید بن اعصمن یہودی کے جادو کی خبر دینا۔ مومنین و منافقین کے اسرار کی خبر دینا۔ حضرت اویس قرنی کی خبر دینا۔ بنائے بغداد و بصرہ و کوفہ کی خبر دینا۔ امام ابوحنیفہ و مالک و شافعی کی بشارت دینا وغیرہ وغیرہ

یہ تمام امور اسی طرح وقوع میں آئے جس طرح حضور ﷺ نے خبر دی تھی۔

آثار قیامت

قیامت کی نشانیاں جو آپ ﷺ نے بیان فرمائیں وہ ان کے علاوہ ہیں اور وہ تین قسم کی ہیں پہلی دو قسموں کو آثار صغریٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تیسری کو آثار کبریٰ کہتے ہیں۔ انکی

تفصیل فقیر کی کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

(اول) وہ آثار جو وقوع میں آچکے ہیں۔ مثلاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف تمام صحابہ کرام کا اس دنیا سے رحلت فرمانا۔ حضرت عثمان غنی کا شہید ہونا۔ تاتاریوں کا فتنہ۔ حجاز کی آگ۔ جھوٹے دجالوں کا دعویٰ رسالت کے ساتھ نکلنا۔ بیت المقدس اور مدائن کا فتح ہو جانا۔ سلطنت عرب کا زائل ہو جانا۔ تین خسوف کا وقوع (ایک مشرق میں ایک مغرب اور ایک جزیرہ عرب میں) قتل اور فتنوں اور زلزلوں کی کثرت۔ مسخ وقذف۔ ریح احمر۔ انقطاع طریق حج کعبۃ اللہ سے حجر اسود کا اٹھایا جانا۔ کثرت موت وغیرہ۔

(دوم) وہ آثار جو ظہور میں آچکے اور زیادہ ہو رہے ہیں حتیٰ کہ قسم سوم سے مل جائیں گے۔ مثلاً عابدوں کا جاہل ہونا۔ علماء قاریوں کا فاسق ہونا۔ چاندوں کا بڑا نظر آنا حتیٰ کہ کہا جائے کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔ بارش کا زیادہ ہونا اور روئیدگی کا کم ہونا۔ قاریوں کی کثرت اور فقہا کی قلت۔ امیروں کی کثرت امینوں کی قلت۔ فاسقوں کا سردار قبیلہ اور فاجروں کا حاکم بازار بننا۔ مومن کا اپنے قبیلہ میں نقد ﴿**نقد بفتح نون وقاف۔ ایک** قسم کی بدشکل بکری ہوتی ہے۔ جس کے ہاتھ پاؤں چھوٹے ہوتے ہیں یہ ذلت میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ **اذل من النقد** یعنی نقد سے زیادہ ذلیل۔ اس لفظ کا واحد نقدۃ اور جمع نقادہ ہے۔﴾ سے زیادہ ذلیل ہونا۔ تجارت کی کثرت۔ عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ شریک تجارت ہونا۔ قطع رحم کرنا۔ کاتبوں کی کثرت اور علماء کی قلت۔ جھوٹی گواہی کا

ظاہر ہونا۔ امانت کو غنیمت سمجھنا۔ زکوٰۃ کا تاوان خیال کرنا۔ علم دین کو دنیا کی خاطر سیکھنا۔ عقوق والدین کی کثرت۔ بڑوں کی عزت نہ ہونا۔ چھوٹوں پر رحم نہ کیا جانا۔ اولاد زنا کی کثرت۔ اونچے محلوں پر فخر کرنا۔ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کرنا۔ نماز پڑھانے کے لیے مسجدوں میں اماموں کا نہ ملنا۔ بغیر شروط ارکان نمازیں پڑھنا۔ حتی کہ پچاس میں سے ایک بھی نماز کا قبول نہ ہونا۔ مسجدوں کی آرائش کرنا۔ مسجدوں کو راستے بنانا۔ قریبی لڑکی سے مفلسی کے سبب سے نکاح نہ کرنا اور کسی دنیۃ الاصل سے اس کی دولتمندی کے سبب سے نکاح کر لینا۔ ناحق مال لینا۔ حلال درہم کا نہ پایا جانا۔ سائل کا محروم رہنا۔ اسلام کا غریب ہونا۔ لوگوں میں کینہ و بغض ہونا۔ عمریں کم ہونا۔ درختوں کے پھلوں کا کم ہونا۔ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا جاننا۔ مال حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی منافقانہ مدح کرنا۔ خطباء کا جھوٹ بولنا۔ حکام کا ظلم کرنا۔ نجومیوں کا سچا جاننا۔ قضاو قدر کو حق نہ جاننا۔ مرد کو عورت یا دوسرے مرد سے لواطت کرنا۔ جہاد نہ کرنا۔ مالداروں کی تعظیم کرنا۔ کبیرہ گناہوں کو حلال جاننا۔ سود اور رشوت کھانا۔ قرآن کو مزامیر بنانا۔ درندوں کے چمڑوں کے فرش بنانا۔ ریشم پہننا۔ جہالت و زنا و شراب نوشی کی کثرت۔ خائن کو امین اور امین کو خائن سمجھنا۔ گانے والی لونڈیوں کا رکھنا۔ آلات لہو کو حلال سمجھنا۔ حدود شرعیہ کا جاری نہ ہونا۔ عہد توڑنا۔ عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے مشابہت پیدا کرنا۔ اخیر امت کا اول امت کو برا کہنا۔ مردوں کا عمامے چھوڑ کر عجمیوں کی طرح تاج پہننا۔ قرآن کو تجارت بنانا۔ مال میں سے اللہ کا حق ادا نہ کرنا۔ جوا کھیلنا۔ باجے بجانا۔ کم تولنا۔ جاہلوں کا حاکم بنانا۔ مسجدیں بنانے

پر فخر کرنا۔ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا متکفل ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔

(سوئم) آثارِ کبریٰ جن کے بعد ساتھ ہی قیامت آجائے گی یہ آثار یکے بعد دیگرے پے در پے ظاہر ہوں گے۔ جیسے سلک مروارید سے موتی گرتے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے شروع ہو کر نفخ صور پر ختم ہو جائیں گے ان کا بیان جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں پایا جاتا ہے اس کا خلاصہ حسبِ معلوماتِ خود نیچے درج کیا جاتا ہے۔

جب آثارِ صغریٰ سب ظاہر ہو چکیں گے۔ تو اس وقت نصاریٰ کا غلبہ ہوگا۔ ایک مدت کے بعد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کی اولاد سے ایک شخص سفیان نام جانب دمشق سے ظاہر ہوگا۔ جس کی ننھیال قبیلہ کلب ہوگا۔ وہ اہل بیت کو بری طرح قتل کرے گا۔ شام و مصر کے اطراف میں اس کا حکم جاری ہوگا۔ اسی اثناء میں شام روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے سے صلح ہو گی۔ لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا۔ شاہ روم ملک شام میں آجائے گا۔ اور دوسرے فرقہ کی مدد سے ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح پائے گا۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص بول اُٹھے گا۔ کہ یہ فتح صلیب کی برکت سے ہوئی ہے۔ اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اسے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا کہ نہیں بلکہ اسلام کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔ الغرض دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے اور خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جس میں بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ اور دونوں عیسائی فریق باہم صلح کر لیں گے اس

طرح شام میں عیسائی راج ہو جائیگا۔ بقیۃ السلف مسلمان مدینہ منورہ میں چلے آئیں گے اور عیسائیوں کی حکومت مدینہ منورہ کے قرب خیر تک پھیل جائے گی اس وقت اہلِ اسلام کو امام مہدی علیہ السلام کی تلاش ہو گی۔

(لطیفہ)

نجدی حکومت کے نمائندے ہمیں اپنے ایک افسر کے پاس لے کر گئے اور کہا یہ مشرک ہیں اس کے ترجمان نے کہا کہ تم نبی علیہ السلام کے لیے علم غیب مانتے ہو میں نے کہا ہماری طرح تم بھی مانتے ہو مثلاً امام مہدی علیہ السلام کی آمد وغیرہ یہ بھی علم غیب ہے۔ اس نے کہا کہ تم علم غیب کے منکر کو کافر کہتے ہو میں نے کہا کہ ظہور مہدی وغیرہ کے منکر کو تم کیا کہتے ہو کہا کافر؟ میں نے کہا اب بتایئے تمہارے اور ہمارے میں کیا فرق ہوا؟۔ سن کر شرمندہ ہوا۔

﴿نشانی کے طور﴾

عن حذیفة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تکون النبوة فیکم ما شاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ماشاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ما شاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالیٰ ثم تکون ملکا جبریة فیکون ما شاء الله ان یکون ثم یرفعها الله تعالیٰ ثم تکون

خلافة علی منهاج النبوة ثم سکت (رواہ احمد، مشکوۃ باب الانذار والتحذیر ص ۴۶۱)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور قدرتِ ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتہ اندیش بادشاہت ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کچھ نہ فرمایا۔

﴿ فائدہ ﴾

اس حدیث شریف میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی مبارک سے لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ تک اجمالی حالات بیان فرمادیئے۔ یہی علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اسے صحابی رضی اللہ عنہ نے صحابہ وتابعین میں بیان فرمایا کیا اس سے ان کا عقیدہ کا اظہار ہوا یا نہیں؟

﴿ عرب کے آخری لمحات ﴾

بخاری شریف میں ہے کہ:

لاتقوم الساعته حتی یکسر المال و یقیض حتی یخرج الرجال

ذکوٰۃ مالہ فلایجد واحد یقبلھا منہ حتی تعو دارض العرب مروجا و انھار اوفی روایتہ یبلغ المساکن اھا ب اویھاب (بخاری شریف)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مال و دولت اتنی زیادہ نہ بڑھ جائے یہاں تک کہ لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالیں گے اور کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور جب تک عرب کی زمین سبز و شاداب باغ و بہار اور نہروالی نہ بن جائے اور ایک روایت میں کہ جب تک عمارتیں اور آبادی اہاب یا یہاب تک نہ پہنچ جائے۔ (یہ مدینہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے)

﴿ فوائد ﴾

(۱) عرب کا ایک فتنہ عظیم میں مبتلا ہونے۔

(۲) مقتول کے دوزخی ہونے۔

(۳) زبان درازی کے عام ہونے۔

(۴) مال ودولت کے زیادہ ہونے۔

(۵) عرب میں سبز وشاداب و باغ و بہار۔

(۶) عمارتوں کے وسیع ہوجانے۔

اور دیگر امور کا حضور رحمت دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا جس کے متعلق آپنے پہلے ہی سے پیشن گوئیاں فرمادی ہیں اسے ہم مافی الغد سے تعبیر کرتے ہیں۔

﴿ انتباہ ﴾

اہل انصاف اور حق پسند مسلمان کو دعوت انصاف ہے کہ آج ہی حجاز اقدس کا نقشہ سامنے رکھ کر عقائد اہلسنت کی تصدیق کیجئے کہ جو باتیں حضور نبی کریم ﷺ نے صدیوں پہلے بتائیں وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دیگر شہروں کے علاوہ حرمین طیبین کو دیکھ لیجئے صرف مال و دولت کی ریل پیل اور ریال کی کثرت و وفرت نے عربی ممالک تک دھاک بیٹھا دی ہے۔ سرسبزی اور کھیتی اور باغات کا کام آج سے جاری ہے جو چند سالوں بعد آنے والی نسلیں آنکھوں سے دیکھ لیں گی جیسے ہم مکہ و مدینہ میں کل کی جھونپڑیوں کو آج کئی بلند و بالا مکانات دیکھ رہے ہیں جن کی بلندیاں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور آج مدینہ کی آبادی اہاب، یہاب کے مقام سے بھی آگے بڑھ گئی ہے بلکہ یہاں بھی بہتیرے لوگ آباد ہیں اور اہاب، یہاب کے مقام کی تحقیق کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب **محبوب مدینہ** یہ چند نمونے عرض کئے ہیں اگر صحابہ کرام کے عقائد کی تفصیل لکھی جائے تو ضخیم دفتر بھی ناکافی ہو۔ اہل انصاف کے لیے اتنا کافی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم و علی آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

تاریخ ۳ جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ

یوم الخمیس قبل الصلوٰۃ العصر